قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند ۱۰ روپے — قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۳ روپے

جلد ۲۰	مطابق ۱۱ شوال سنہ ۱۳۵۱ھ	یوم شنبہ	مورخہ ۷ فروری سنہ ۱۹۳۳ء	نمبر ۹۴

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت کے متعلق ۵ فروری بوقت ساڑھے تین بجے بعد دوپہر کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کو ابھی تک کھانسی کی بہت تکلیف ہے۔ آج رات سینہ میں درد بھی رہا۔ چونکہ حضور باوجود تکلیف کے مہمات دینیہ میں دن رات مصروف ہیں۔ اس لئے کھانسی کی تکلیف لمبی ہوگئی ہے۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں ؀

۴ فروری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں بمبئی سے بذریعہ تار اطلاع موصول ہوئی۔ کہ مولانا عبدالرحیم صاحب درد ایم۔ اے۔ اور حکیم فضل الرحمٰن صاحب جہاز پر سوار ہو گئے ہیں۔ احباب دعا فرمائیں۔ اللہ تعالےٰ ان مجاہدین اسلام کو بخیر و عافیت منزل مقصود پر پہنچائے ؀

مولوی ظہور حسین صاحب مولوی فاضل ۴ فروری لاہور بغرض تبلیغ روانہ کئے گئے

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے ایک تازہ اجلاس کی رُوئداد

معاملاتِ کشمیر و پونچھ کے متعلق اہم قراردادیں

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا ایک فوری اجلاس یکم فروری ۱۹۳۳ء کو پانچ بجے شام سیسل ہوٹل لاہور میں زیر صدارت میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب صدر آل انڈیا کشمیر کمیٹی منعقد ہوا۔ مندرجہ ذیل ممبران نے شرکت فرمائی:-

سید محسن شاہ صاحب ایڈووکیٹ لاہور۔ ملک برکت علی خاں صاحب ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ ایڈووکیٹ۔ مولانا سید اسماعیل صاحب غزنوی۔ مولانا غلام رسول صاحب مہر۔ پروفیسر علم الدین صاحب سالک۔ ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب۔ شیخ نیاز علی صاحب ایڈووکیٹ۔ چوہدری اسد اللہ خان صاحب بیرسٹر ایٹ لاء۔ چوہدری محمد شریف صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی پلیڈر۔ سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب۔ خان بہادر سید مقبول شاہ صاحب۔ ریٹائرڈ انسپکٹر آف سکولز۔ مولانا جلال الدین صاحب شمس۔ ڈاکٹر عبدالحق صاحب ایم۔ بی۔ بی۔ ایس ؀

ایجنڈا میں پیش کردہ امور پر بحث و تمحیص کے بعد مندرجہ ذیل قراردادیں باتفاق رائے منظور ہوئیں ؀

نئے سکرٹری کا تقرر

۱۔ مولانا عبدالرحیم صاحب درد۔ ایم۔ اے سکرٹری آل انڈیا کشمیر کمیٹی چونکہ ولایت جا رہے ہیں۔ اس لئے ان کی جگہ دوسرے

مجلس مشاورت ۱۹۳۳ء کے متعلق اعلان

حسب ہدایت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز جملہ جماعت ہائے احمدیہ کی اطلاع کیلئے شائع کیا جاتا ہے۔ کہ امسال مجلس مشاورت کا اجلاس انشاء اللہ ۱۴ اپریل بعد نماز جمعہ شروع ہوکر ۱۶ اپریل کی دوپہر تک جاری رہے گا:۔

ضروری ہے۔ کہ اس اعلان کی تاریخ سے ایک ماہ کے اندر اندر تمام جماعتیں باقاعدہ اپنے اجلاس منعقد کرکے مجلس مشاورت کے نمائندوں کا انتخاب کریں۔ اور اس کے متعلق دفتر ہذا میں باقاعدہ اطلاع بھجوائیں۔ ساتھ ہی ہر جماعت باقاعدہ ایک تحریر اس امر کی تصدیق کی سکرٹری مجلس مشاورت کے پاس بھیجے کہ فلاں فلاں دوست ہماری جماعت کی طرف سے اس سال کے لئے مجلس مشاورت کے نمائندے منتخب کئے گئے ہیں۔ اور نمائندگان جب مشاورت کے موقعہ پر تشریف لائیں۔ تو اس وقت بھی ایک نقل اس تصدیق کی اپنے ہمراہ لائیں۔ جماعتوں کے امراء بحیثیت امیر ہونے کے بغیر کسی انتخاب کے مجلس مشاورت میں اپنی جماعت کے نمائندے ہوسکتے ہیں۔ خاکسار یوسف علی - پرائیویٹ سکرٹری ۸ر جنوری ۱۹۳۳ء

سکرٹری کا مقرر کرنا ضروری ہے۔ کشمیر کمیٹی کے نزدیک مولانا غلام رسول صاحب مہر ایڈیٹر "انقلاب" نہایت موزوں اور قابل ہیں لیکن چونکہ وہ عذر کرتے ہیں۔ کہ میں بہت ہی مصروف ہونے کی وجہ سے اس کام کو کما حقہ سر انجام نہیں دے سکتا۔ لہذا مسٹر مہر صاحب سے درخواست کی جائے۔ کہ وہ فی الحال اس کام کو اپنے ذمہ لے لیں۔ اور آئندہ اجلاس میں حسب ضرورت اس مسئلہ پر دوبارہ غور کیا جائے:۔

مولانا عبدالرحیم صاحب ایم اے کا شکریہ

۲- کشمیر کمیٹی کا یہ اجلاس مولانا عبدالرحیم صاحب درد سکرٹری آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی بے غرضانہ خدمات اور ان تھک کوششوں کا شکریہ ادا کرتا ہے۔ اور ان کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اور دعا کرتا ہے۔ کہ اللہ تعالے ان کو ان خدمات کا اجر عظیم عطا کرے:۔

ریاست کا انگریز وزیر اعظم اور مظلوم مسلمان

۳- آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی رائے ہے۔ کہ کشمیر میں انگریز وزیر اعظم کو مقرر ہوئے کافی وقت گذر چکا ہے وہ اس عرصہ میں بخوبی حالات کو دیکھ سکتے۔ اور ان کی اصلاح کے لئے کوشش کرسکتے تھے۔ لیکن کمیٹی افسوس سے اس امر کا اظہار کرنے پر مجبور ہے۔ کہ انہوں نے کوئی خاص کام ایسا نہیں کیا۔ جو مسلمانوں کو اس امر کی امید دلائے۔ کہ کسی قریب عرصہ میں مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت ہوجائے گی۔ اب تک ملازمتوں کے دینے میں سابقہ غیر منصفانہ پالیسی کا سدباب نہیں ہوا۔ گلینسی کمشن کی سفارشات بھی جنہیں مسلمان اپنے حقوق کے تحفظ کے لئے ناکافی خیال کرتے ہیں۔ معرض التواء میں ہیں۔ اور ان پر کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔ اسمبلی کے قیام کے لئے کوئی عملی قدم نہیں اٹھایا گیا۔ فرنچائز کمیٹی کی رپورٹ نہ شائع ہوئی۔ نہ اس کے متعلق کوئی کارروائی ہوئی۔ زمینداروں کو زمینوں کی ملکیت دینے۔ جاگیرداروں کے مظالم سے زمینداروں کو بچانے۔ تقریر و انجمن کی آزادی کے سوالات و دیگر مطالبات اب تک پیچھے ڈالے جا رہے ہیں۔ ہندو ترقیات پا رہے ہیں۔ اور مسلمان بدستور اپنے حقوق سے محروم ہو رہے ہیں۔ بلکہ بعض افسران جنہوں نے دیانت داری سے اصلاح کی کوشش کی ہے ان پر حکومت نے عتاب کیا ہے۔ اسی طرح وہ حکام جن کے ظلم ثابت ہوچکے ہیں۔ انہیں ان کے عہدوں سے باوجود وعدہ کے ہٹایا نہیں گیا۔ پس آل انڈیا کشمیر کمیٹی اس صورت حالات پر اظہار افسوس کرتے ہوئے ایک دفعہ پھر ریاست کی حکومت کو مسلم مطالبات پر جلد سے جلد عمل کرنے کا۔ اور ہر قسم کی بے انصافی کے دور کرنے کا مشورہ دیتی ہے۔ اور حکومت ہند سے بھی استدعا کرتی ہے۔ کہ وہ اس بارہ میں ریاست کو توجہ دلائے۔ اسی طرح کمیٹی سکرٹری کو ہدایت کرتی ہے کہ وہ دو ماہ بعد ایک اجلاس کشمیر کمیٹی کا اس امر پر غور کرنے کے لئے طلب کرے۔ کہ اس دوران میں ریاست کے حکام نے کیا کچھ کام کیا ہے۔ اور اگر کوئی تبدیلی نظر نہ آئے۔ تو ایک آل انڈیا کشمیر ڈے کے ذریعہ تمام ہندوستان کے سامنے کشمیر کے حالات رکھ کر مسلمانوں سے استدعا کی جائے۔ کہ وہ اپنے مظلوم بھائیوں کی امداد کے لئے ایک دفعہ پھر متفقہ آواز اٹھائیں۔ اور اس وقت تک دم نہ لیں۔ جب تک کہ اس ظلم کا خاتمہ نہ ہوجائے:۔

مسٹر مہتہ کا تقرر سخت غلطی ہے

۴- آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی رائے میں حکومت نے مسٹر مہتہ کو وزیر مقرر کرنے میں سخت غلطی کی ہے۔ اور اس اصلاحی سکیم کو پورا کرنے میں جس کا اس نے اعلان کیا تھا۔ سخت روک ڈال دی ہے۔ کیونکہ ان کے آنے سے ٹھاکر کرتار سنگھ جیسے وزراء کی پارٹی اب اور بھی مضبوط ہوگئی ہے۔ اور اصلاحات کا نفاذ دشوار ہوگیا ہے:۔

میرپور کے مظلومین

۵- آل انڈیا کشمیر کمیٹی اس امر کو نہایت افسوس اور تعجب سے دیکھتی ہے۔ کہ میرپور میں بیسیوں لوگ قید خانوں میں سڑتے رہے ہیں اور بعض اب تک بھی مقید ہیں۔ اور ان کے مقدمات کی سماعت مہینوں ملتوی رکھی گئی ہے۔ ان افسوسناک حالات کو کمیٹی حکومت ہند اور حکام ریاست کے سامنے لاتے ہوئے ان کے ازالہ کے لئے پرزور استدعا کرتی ہے۔ اور امید کرتی ہے۔ کہ جلد سے جلد اس ظلم کو دور کیا جائیگا۔

مسٹر لاتھر کے متعلق اظہار خوشنودی

۶- کو کمیٹی کے خیال میں پولیس کے محکمہ میں بہت کچھ اصلاح کی ضرورت ہے۔ اور مسلمانوں کی بہت حق تلفی اس محکمہ میں ہو رہی ہے لیکن یہ کمیٹی اس امر کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ کہ مسٹر لاتھر سابق انسپکٹر جنرل پولیس نے باوجود مخالف حالات کے مسلمانوں کو حقوق دلانے کی ایک حد تک کوشش کی تھی۔ گو ان کی کوشش کوئی معتدبہ نتیجہ نہیں پیدا کرسکی۔ لیکن تو بھی کمیٹی ان کے فعل پر اظہار خوشنودی کرتی ہے۔ اور امید کرتی ہے۔ کہ نئے انسپکٹر جنرل پولیس محکمہ کی مسلم آزار روش کو دور کرنے میں مسٹر لاتھر سے بھی بڑھ کر ثابت ہونگے۔ اور ہندو پروپگنڈا سے متاثر ہوکر ریاست کی مسلم کش پالیسی کے لئے آلۂ کار ثابت نہیں ہونگے:۔

مظلومین پونچھ کو مشورہ

۷- آل انڈیا کشمیر کمیٹی ریاست پونچھ کے مظالم کو جن کا سلسلہ برابر جاری ہے۔ اور جہاں مسلمانوں کو سختی سے اور متواتر کچلا جا رہا ہے۔ نہایت افسوس کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ بے شک ایک متعصب ہندو وزیر کو بدل کر وہاں ایک مسلمان وزیر کو مقرر کیا گیا ہے۔ لیکن جہاں تک ہم سمجھتے ہیں۔ اسے ایسے اختیار نہیں دیئے گئے۔ جن سے کام لے کر وہ حالات کی اصلاح کرسکے۔ گو کشمیر کمیٹی ریاست کے اندرونی معاملات میں دخل دینا پسند نہیں کرتی۔ لیکن بھائیوں کی تکلیفوں کو دیکھتے ہوئے وہ اپنے پونچھ کے بھائیوں کو یہ مشورہ دینے پر مجبور ہے کہ اگر ایک ماہ کے اندر اندر کوئی خاطر خواہ تبدیلی پونچھ کے حالات میں پیدا نہ ہو۔ تو وہ یہ اعلان کردیں کہ ان کے علاقہ کو جموں سے ملحق کردیا جائے۔ اور اسے ایک معمولی جاگیر قرار دیا جائے۔ تاکہ موجودہ پیچیدگی دور ہوکر ریاست جموں کی اصلاح کی جدوجہد کے ساتھ ساتھ ریاست پونچھ کی اصلاح بھی خود ہی ہوتی جائے:۔

ساڑھے سات بجے اجلاس کی کارروائی صاحب صدر کے شکریہ کے ساتھ ختم ہوئی:۔ سکرٹری آل انڈیا کشمیر کمیٹی -

---

تصحیح

گذشتہ پرچہ میں جناب مولوی عبدالرحیم صاحب درد - ایم - اے اور حکیم فضل الرحمن صاحب کی دعوتوں کے ذکر میں احمدیہ سکول کی بجائے ہائی سکول لکھا گیا۔ دراصل وہ دعوت احمدیہ سکول کی طرف سے دی گئی تھی:۔

تبلیغ کے لئے ایک مخلص گریجویٹ کی ضرورت

تبلیغ کے لئے ایک مخلص تبلیغ کے متعلق شوق رکھنے والے بی - اے - یا ایم - اے کی ضرورت ہے۔ شائقین نظارت دعوت و تبلیغ سے خط و کتابت کریں۔ ناظر دعوت و تبلیغ - قادیان:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
نمبر ۹۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۷ر فروری ۱۹۳۳ء | جلد ۲۰

وائسرائے ہند کی تازہ تقریر

کانگرس کے مقابلہ کیلئے حکومت کی تدابیر

یکم فروری کو وائسرائے ہند لارڈ ولنگڈن نے لیجسلیٹو اسمبلی کا افتتاح کرتے ہوئے جو تقریر فرمائی۔ وہ جہاں امن پسند اور قانون کا احترام کرنے والے لوگوں کے لئے بہت کچھ اطمینان اور تسلی کا موجب ہے۔ وہاں سول نافرمانی کے حامیوں۔ اور کانگرس کی خلافِ آئین کارروائیوں کی تائید کرنے والوں کے لئے انتہائی طور پر مایوس کُن ہے ۔

کانگرسیوں کی بے بُنیاد امیدیں

یہ لوگ ایک عرصہ سے اس وہم میں مبتلا تھے۔ کہ حکومت نے کانگرس کی سخت نقصان رساں اور ملک کے امن کو برباد کر دینے والی کارروائیوں کے انسداد کے لئے جو طریق عمل اختیار کر رکھا ہے اسے چھوڑ دے گی۔ اور گاندھی جی کو جو سول نافرمانی کے بانی مبانی ہیں۔ رہا کر دے گی۔ اگرچہ حکومت نے بارہا اعلان کیا۔ کہ جب تک گاندھی جی اپنے رویہ میں اصلاح نہ کریں گے۔ اور سول نافرمانی کی تحریک سے کلیتہً علیحدگی اختیار کرنے کا اقرار نہ کرینگے۔ اس وقت تک ان کی رہائی ناممکن ہے۔ تاہم کانگرسی اخبارات اور کانگرسی لیڈروں نے گاندھی جی کی غیر مشروط رہائی کی توقع کا بار بار اعلان کیا۔ اور اب تو وہ یہ پختہ امید لگائے بیٹھے تھے۔ کہ وائسرائے ہند جو تقریر کرنے والے ہیں۔ اور جس میں نئی اصلاحات کو کامیاب بنانے کا خاص طور پر ذکر ہو گا۔ اس میں گاندھی جی۔ اور دوسرے کانگرسی قیدیوں کی رہائی کا بھی اعلان کر دیں گے۔ یہی نہیں۔ بلکہ کانگرس سے نئے آئین کو کامیاب بنانے کی درخواست بھی کریں گے۔ کیونکہ ان پر واضح ہو چکا ہے۔ کہ تشدد کی پالیسی پر عمل کرتے ہوئے اور کانگرس کو نظر انداز کر کے ہندوستان میں نیا آئین کامیاب نہیں بنا سکتے۔ لیکن ہُوا کیا۔ یہ کہ وائسرائے نے اسی عزم اور ارادہ کا جس کا اظہار انہوں نے عنانِ حکومت ہاتھ میں لیتے ہوئے کیا تھا۔ اور جس کے مطابق انہوں نے کانگرس کی خلافِ آئین اور خلافِ امن سرگرمیوں کو کچلنے کی پالیسی اختیار کی تھی۔ ایک بار پھر نہایت صفائی کے ساتھ اظہار کر دیا ۔

حکومت کی پالیسی کے اثرات

وائسرائے ہند نے اختیار کردہ پالیسی کے کامیاب اور مؤثر ہونے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

"مجھے امید ہے۔ کہ آنریبل ارکان اسمبلی کو وہ مواقع یاد ہونگے جبکہ میں نے اس عزم صمیم کا اظہار کیا ہے۔ کہ میری حکومت اس وقت تک سول نافرمانی کے خلاف مؤثر تدابیر کو ڈھیلا نہ ہونے دے گی جب تک کہ ایسے حالات موجود ہیں۔ جو ان تدابیر کے مقتضی ہیں۔ یہ امر باعث مسرت ہے۔ کہ یہ پالیسی نہ صرف حسب توقع مؤثر ثابت ہوئی ہے۔ اور اس نے سول نافرمانی کی رفتار کو پہلے سے بہت زیادہ سست کر دیا ہے۔ بلکہ اعتدال پسند طبقہ نے بھی جس کی تعداد میں روز افزوں ترقی ہو رہی ہے۔ اس پالیسی کو بنظرِ استحسان دیکھا ہے اور جو اس بات کو محسوس کرتا ہے۔ کہ کانگرس کی تباہ کن پالیسی سے ملک کے سیاسی و اقتصادی مفاد کو کس قدر نقصان پہونچا ہے۔"

حکومت کا اپنی پالیسی پر اعتماد

اس اقتباس سے ظاہر ہے۔ کہ وہ لوگ جو یہ خیال کرتے تھے کہ حکومت کانگرس کے مقابلہ میں اپنی اختیار کردہ پالیسی کی ناکامی محسوس کر رہی۔ اور اس میں تبدیلی پیدا کرنے کا موقعہ ڈھونڈ رہی ہے، وہ یا تو محض بے بنیاد قیاسات کی دُنیا میں بستے تھے۔ یا پھر سول نافرمانی کی تحریک کو گرتے دیکھکر دیدہ دانستہ غلط توقعات کے ذریعہ سہارا دینا چاہتے تھے۔ ورنہ حکومت کو ایک لمحہ کے لئے بھی اپنی پالیسی کے غیر مؤثر اور غیر مفید ہونے کا خیال نہیں آیا۔ بلکہ وہ اسے نہایت کامیاب اور نتیجہ خیز سمجھتی رہی۔ اور اب بھی سمجھتی ہے ۔

سول نافرمانی کی رفتار میں سستی

کانگرسی حکومت کی اس پالیسی کے خلاف خواہ ہزار اعتراض کریں اور وائسرائے نے اس کے جو نتائج بیان کئے ہیں۔ انہیں تسلیم نہ کریں لیکن واقعات ثابت کر رہے ہیں۔ کہ سول نافرمانی کی رفتار بلا شبہ بہت سست ہو چکی ہے۔ اتنی سست کہ کانگرسی خود اس کا اعتراف کر رہے ہیں۔ چنانچہ "پرتاپ" (۴ر فروری) لکھتا ہے:۔

"سول نافرمانی کے جرم میں گرفتار ہونے والوں کی تعداد پہلے سے ضرور کم ہے۔ ہو سکتا ہے۔ کہ اس تحریک کے حامی مالی مشکلات سے مجبور ہو کر اس قدر قربانی پیش نہ کر سکتے ہوں جس کا تقاضا اس کی طرف سے ہو رہا ہے۔"

کیا حکومت آرڈی نینسوں سے تنگ آچکی ہے

مگر اس کے ساتھ ہی یہ بھی کہا جا رہا ہے۔ کہ "گورنمنٹ بھی اپنے آرڈی نینسوں سے تنگ آچکی ہے۔ اور ان سے کام لینے میں اس کی طرف سے اس تیزی کا اظہار نہیں ہو رہا۔ جو پہلے دنوں میں ہوتا رہا ہے۔" حالانکہ اگر آرڈی نینسوں سے کام لینے میں حکومت کی طرف سے اس تیزی کا اظہار نہیں ہو رہا۔ جو پہلے دنوں ہوتا رہا۔ تو اس کا مطلب یہ نہیں۔ کہ وہ آرڈی نینسوں سے تنگ آچکی ہے۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ جب سول نافرمانی کی رفتار سست ہو گئی۔ تو حکومت کے نزدیک بھی اس کے خلاف اس تیزی کے اظہار کی ضرورت نہ رہی جو سول نافرمانی کی رفتار کے تیز ہونے کے دنوں میں تھی۔ حکومت کی غرض آرڈی نینس جاری کرنا نہیں۔ بلکہ سول نافرمانی کی تحریک کو روکنا ہے اور جب اس تحریک میں سستی آگئی۔ تو حکومت نے انسدادی کارروائی میں بھی نرمی کر دی۔ جو تدبّر اور دُور اندیشی کے عین مطابق ہے ۔

حکومت کا آئندہ کے متعلق عزم

اس سے جو لوگ یہ نتیجہ نکال رہے ہیں۔ کہ گورنمنٹ اپنے آرڈی نینسوں سے تنگ آچکی ہے۔ انہیں وائسرائے ہند کی تقریر کے حسب ذیل الفاظ پڑھنے چاہئیں:۔

"سول نافرمانی کی تحریک کو پھر نہ ابھرنے دینے کی غرض سے میری حکومت ارکانِ اسمبلی سے یہ استدعا ضروری سمجھتی ہے۔ کہ وہ مستحکم آرڈی نینس کی معقول تعداد میں قرار دادوں کو جو ماہ دسمبر کے اختتام کے ساتھ ختم ہو چکی ہیں۔ عام قانون میں شامل کر کے اس کو طاقت ور بنا دیں۔"

اس کے ساتھ ہی فرمایا:۔

"حکومت کی طرف سے سول نافرمانی کے انسداد کے لئے جو تدابیر اختیار کی گئی ہیں۔ ان کو حکومت اس وقت تک علیٰ حالہ قائم رکھے گی۔ جب تک کہ صورت حال میں کامل تغیر نہ پیدا ہو جائے۔"

الفاظ بالکل واضح ہیں۔ اور اس پختہ عزم کو ظاہر کر رہے ہیں جو حکومت سول نافرمانی کے انسداد کے متعلق رکھتی ہے ۔

سیاسی قیدیوں کی رہائی کا مطالبہ

اب کانگرسیوں کے سامنے ایک طرف تو وائسرائے ہند کا یہ اعلان۔ اور ان کا سابقہ طریق عمل ہے۔ دوسری طرف کانگرس کی ہٹ دھرمی اور نقصان رساں پالیسی کی حمایت کا خیال۔ اس لئے وُہ چاہتے ہیں۔ کوئی ایسی راہ نکل آئے۔ کہ کانگرس ناکامی اور شکست کی ذلت سے بھی بچ جائے۔ اور نئے آئین کے رُو سے اہل ہند کو جو حقوق حاصل ہونے والے ہیں۔ ان پر بھی کانگرسی قبضہ جما سکیں۔ اسی مقصد کو مدنظر رکھتے ہُوئے کہا جا رہا ہے :۔

"یہ تو ممکن ہے۔ کہ سول نافرمانی کی تحریک بند ہو جائے۔ اور کانگرس بھی محسوس کر لے۔ کہ اس میں اسے جاری رکھنے کی طاقت نہیں۔ لیکن یہ ناممکن ہے۔ کہ وُہ اپنی شکست کا اعتراف کرے۔ اور اگر کسی لیڈر میں اعتراف کی اخلاقی جرأت ہو بھی۔ تو کئی دوسرے لیڈر اس کی مخالفت اور مذمت کو کھڑے ہو جائیں گے۔ گورنمنٹ کو اگر کانگرس کی تذلیل مقصود نہیں۔ اور وُہ دل سے چاہتی ہے۔ کہ سول نافرمانی بند ہو جائے۔ تو اس کا واحد طریق یہ ہے۔ کہ وُہ مہاتما گاندھی۔ اور دُوسرے پولیٹکل قیدیوں کو رہا کر دے۔ اور ان سے توقع رکھے۔ کہ وُہ نئے آئین کے مسودہ کو پڑھ کر اسے قبول یا رد کرنے کا فیصلہ کریں" (پرتاپ ۴ فروری)

سیاسی قیدیوں کی رہائی پر کسقدر غور ہونا چاہیئے

اگر کانگرسی لیڈروں میں اتنی اخلاقی جُرأت نہیں۔ کہ وُہ اپنی شکست کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہُوئے بھی اس کا اعتراف کر سکیں۔ اور اپنے طریق عمل کو ملک کے لئے نقصان رساں پاتے ہُوئے اس سے دست بردار ہو جائیں۔ تو پھر ان کی رہائی بالکل فضول بلکہ نقصان رساں ہے۔ اگر رہا ہو کر انہوں نے سول نافرمانی ہی کرنی ہے۔ اور پھر جیلوں میں ہی جانا ہے۔ تو کیوں نہ جیلوں میں ہی پڑے رہیں۔ نئے آئین کا مسودہ پڑھ کر اسے قبول یا رد کرنے کا فیصلہ وُہ جیلوں میں بھی کر سکتے ہیں۔ اور جب وُہ یہ فیصلہ کر لینگے وہی وقت ان کو رہا کرنے یا نہ کرنیکے فیصلہ کے لئے مناسب ہوگا۔

حکومت کانگرسیوں کیلئے کیا کرے

ایک دُوسرے کانگرسی اخبار "ملاپ" (۳ فروری) نے اس سوال کو بایں الفاظ پیش کیا ہے :۔

"جو لوگ گورنمنٹ سے رُوٹھے بیٹھے ہیں۔ اور جن کی حرکات کی وجہ سے وائسرائے کا خیال ہے۔ کہ ملک کو نقصان پہونچ رہا ہے ان کو راضی کرنے کی وائسرائے نے کونسی کوشش کی ہے۔ اگر یہ کوشش محض جیل خانے پر کر دینے تک محدود ہے۔ تو دکھ سے کہنا پڑے گا۔ کہ اس کوشش کو کوئی شخص مستحسن نگاہوں سے نہیں دیکھ سکیگا۔ سول نافرمانی بُری ہے۔ یہ نقصان دہ چیز ہے۔ لیکن کیا اس بُرائی کو دُور کرنے کا وائسرائے کے پاس ایک ہی علاج رہ گیا ہے۔ اور کوئی علاج نہیں رہا۔ وائسرائے ہند نے شکایت کی ہے۔ کہ کانگرسی لیڈروں نے ابھی تک تحریک سول نافرمانی کو واپس لینے پر آمادگی کا اظہار نہیں کیا۔ یہ ٹھیک ہے۔ لیکن وائسرائے نے بھی ان لیڈروں کو اپنی طرف کرنے کے لئے کوئی قدم اٹھایا ہو۔ اس کی خبر کسی کو کچھ نہیں ہے"۔

اگر اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ وُہ لوگ جو ملکی قوانین کو توڑنا اور حکومت کو بے دست و پا بنا دینا اپنا مقصد قرار دیئے ہُوئے ہیں۔ ان سے وائسرائے دست لبستہ یہ درخواست کریں۔ کہ آپ لوگ جو چاہیں۔ کرتے پھریں۔ حکومت سب کچھ برداشت کر سکتی ہے۔ مگر آپ کا روٹھ کر بیٹھ جانا برداشت نہیں کر سکتی۔ تو بے شک وائسرائے نے ایسا نہیں کیا۔ اور نہ کبھی وُہ کرنے کے لئے تیار ہونگے۔ ورنہ وُہ کئی بار دعوت دے چکے ہیں۔ کہ مزاحمت اور قانون شکنی کو چھوڑ کر آئینی طریق عمل کو اختیار کرو۔ حکومت بخوشی رہا کرنے اور آئینی ترقی میں شریک کرنے کے لئے تیار ہے۔ اس سے زیادہ وائسرائے ہند اور کیا کر سکتے ہیں۔

نئے آئین تک خاص قوانین

بہرحال وائسرائے نے کانگرس کے متعلق حکومت کی سابقہ پالیسی کا اعادہ کر کے ظاہر کر دیا ہے۔ کہ حکومت خلاف آئین سرگرمیوں کا مقابلہ کرنے کے لئے پوری طرح تیار ہے۔ اور چونکہ خطرہ ہے کہ نئے آئین کے نافذ ہونے تک جو وقفہ ہے۔ اس میں غیر آئینی کارروائیاں کرنے والا عنصر اپنا سارا زور صرف کرنے کی کوشش کرے گا۔ اس لئے نہ صرف مرکزی مجلس آئین ساز کو بلکہ ان تمام صوبجات کی مجالس آئین ساز کو جہاں پر تحریک سول نافرمانی کا بہت زور رہا ہے۔ حکومت کے خاص اختیارات دے دیئے ہیں۔ تا کہ وُہ ضرورت کے وقت امن شکن قوتوں کا زور توڑ سکیں۔

وائسرائے ہند نے اس امر کا ذکر کرتے ہُوئے اپنی تقریر میں کہا :۔ کہ

"کتاب آئین کے یہ قوانین مستقل حیثیت نہ رکھیں گے۔ بلکہ زمانہ تغیر و تبدل کے دوران میں یعنی موجودہ دَور سے لے کر جدید آئین کے نفاذ تک کے زمانہ میں مذکورہ بالا قوانین نفاذ پذیر رہیں گے۔ کیونکہ اس دَوران میں خاص طور پر یہ خطرہ لاحق ہوگا۔ کہ بعض عناصر آئینی و منظم طریقوں کے مقابلہ میں خاص طریقے اختیار کرنے کی کوشش کریں گے"۔

کانگرسیوں کے ارادے

وائسرائے ہند نے اگرچہ ان قوانین کی ضرورت عارضی بتائی ہے لیکن کانگرسی جو ارادے رکھتے ہیں۔ ان کے لحاظ سے جدید آئین کے نفاذ پر بھی خاص قوانین کی ضرورت ہوگی۔ کیونکہ کانگرس سول نافرمانی سے دست بردار ہو کر بھی ملک میں امن قائم نہ ہونے دے گی۔ اور نئی اصلاحات کے نفاذ میں ہر ممکن روکاوٹ ڈالنے کی کوشش کریگی۔ چنانچہ "پرتاپ" (۳ فروری) لکھتا ہے :۔

"وائٹ پیپر کے شائع ہوتے ہی جو بھرم اس وقت تک بنا ہُوا ہے۔ وُہ دُور ہو جائے گا۔ اور لوگ جان جائیں گے۔ کہ انگلستان انہیں حقیقی طاقت دینا نہیں چاہتا۔ میں یہ نہیں کہتا کہ نئی کونسلوں کا بائیکاٹ ہوگا۔ میں یہ بھی مان لیتا ہوں۔ کہ کانگرس کے اندر بھی ایک ایسی پارٹی کھڑی ہو جائے گی۔ جو کونسلوں پر قابض ہونے کی کوشش کرے گی۔ لیکن باوجود اس کے میرا دعوٰے ہے کہ ہندوستان میں شانتی نہ ہوگی۔ اس کے اور انگلستان کے درمیان جدوجہد بنی رہے گی۔ اور کونسلوں پر وُہ لوگ قابض ہوں گے۔ جو اصلاحات کو عمل میں لانا نہیں۔ بلکہ انہیں تباہ کرنا چاہتے ہوں گے"۔

یہ خطرہ بھی معمولی خطرہ نہیں۔ لیکن اس کے آنے میں ابھی کافی وقت پڑا ہے۔ اور امید کی جا سکتی ہے۔ کہ وُہ اصلاحات جن کی تیاری میں اتنی محنت اور اتنی کوشش صرف کی جا رہی ہے۔ ان کے نفاذ میں کوئی روک نہ حائل ہونے دی جائے گی۔ اور ہر ایک کانگرسی کو جس کا مقصد اصلاحات کو تباہ کرنا ہوگا۔ بتا دیا جائے گا۔ کہ ؎

بہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش ۞ من انداز قدت را مے شناسم

بنگال کو اصلاحات سے محروم کرنے کی تجویز

فیڈرل نظام حکومت مسلمانوں کا ایک دیرینہ قومی مطالبہ ہے۔ جسے متعدد اسلامی انجمنیں بارہا وضاحت کے ساتھ پیش کر چکی ہیں۔ اور اس طریق حکومت کی خوبیاں بھی منظر عام پر لائی جا چکی ہیں۔ مگر باوجود اس کے ایسے لوگ ہیں۔ جو ذاتی اغراض کے ماتحت صوبجاتی آزادی کے خلاف ہیں۔ اور خاص کر پنجاب اور بنگال کے متعلق ان کی مخالفت بہت زوروں پر ہے۔ کیونکہ ان میں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔

ابھی چند دن ہُوئے۔ یوروپین ایسوسی ایشن کی شاخ کلکتہ کے صدر نے اپنی ایک تقریر کے دوران میں کہا۔ کہ بنگال کی صورت حالات ایسی ہے۔ کہ قانون اور نظم مجلس وضع آئین کے سپرد نہیں کیا جا سکتا۔ اور چونکہ اس صورت میں صوبجاتی خود اختیاری کی غرض باطل ہو جاتی ہے۔ اسلئے حالات کے پرسکون ہونے تک بنگال کو صوبجاتی خود اختیاری سے محروم کر دینا چاہیئے۔ یہ تجویز حد درجہ افسوسناک ہے کیونکہ اس طرح بہت بڑا صوبہ فیڈریشن سے محروم رہ جائیگا دہشت پسندانہ حرکات اور انقلاب انگیز سرگرمیاں اگرچہ بے حد ناپسندیدہ ہیں۔ مگر یہ ہندوؤں تک محدود ہیں۔ اس کی سزا اس صوبہ کی اکثریت کو جو مسلمانوں پر مشتمل ہے۔ نہیں ملنی چاہیئے۔ بلکہ یہ امید کی جا سکتی ہے۔ کہ مسلمان صوبہ کو خود اختیاری ملنے پر انقلاب انگیزوں کا قلع قمع کرنے میں بہت سعی اور جدوجہد سے کام لیں گے۔

96

قرآن کریم کی آخری دو سورتوں کا درس

فرمودہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

روحانیت کی تکمیل کے قواعد

۲۶ جنوری رمضان المبارک کے درس القرآن کے اختتام پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آخری دو سورتوں کا درس دیتے ہوئے حسب ذیل تقریر فرمائی ؛ (ایڈیٹر)

میں پہلے توان

دونوں سورتوں کا ترجمہ

کردیتا ہوں۔ اس کے بعد اختصار کے ساتھ ان کے مضمون کے متعلق کچھ بیان کروں گا۔ پھر انشاء اللہ تعالیٰ دعا ہوگی۔ میں کوشش کروں گا۔ کہ دعا ایسے وقت میں ختم ہو۔ کہ لوگ افطاری کے لئے جا سکیں۔ کیونکہ اکثر دعا ایسے وقت میں ختم ہوا کرتی ہے۔ کہ لوگ وقت پر گھر نہیں پہنچ سکتے ؛

میں اللہ کا نام لے کر جو

بے انتہا کرم کرنے والا

اور بار بار رحم کرنے والا ہے شروع کرتا ہوں۔ اے انسان تو کہہ میں اس خدا کی جو تاریکی کے بعد نور لاتا ہے۔ پناہ مانگتا ہوں۔ یا میں اس خدا کی پناہ طلب کرتا ہوں۔ جو تمام مخلوقات کو پیدا کرکے اسے ترقی دینے والا ہے۔ من شر ما خلق مخلوق میں سے جو جو عیب اور جو جو اس کی برائیاں انسانوں پر اثر کرنے والی ہیں۔ میں ان سب سے پناہ مانگتا ہوں۔ و من شر غاسق اذا وقب۔ اور اس

تاریکی سے پناہ

مانگتا ہوں۔ جو تمام عالم پر چھا جاتی ہے۔ اور سوائے تاریکی کے دنیا میں اور کچھ باقی نہیں رہتا۔ یا میں نور کی اس حالت سے پناہ مانگتا ہوں۔ جبکہ اس پر تاریکی غلبہ پالیتی ہے۔ اور چاند یا سورج گرہن میں چلے جاتے ہیں۔ و من شر النفاثات فی العقد اور میں پناہ مانگتا ہوں۔ ان ہستیوں سے بھی جو کہ بغض اور کینہ میں انتہا کو پہنچی ہوئی ہیں۔ اور اتحاد اور محبت اور آپس کے تعلقات کو دیکھ نہیں سکتیں۔ اور چغلیوں ۔ بے ہودہ گوئیوں اور ایک دوسرے کے خلاف منصوبہ بازیوں کے ذریعہ

تعلقاتِ محبت کو توڑنے کی کوشش

کرتی ہیں۔ اور میں پناہ مانگتا ہوں اس شخص سے کہ جب اپنی مخالفت اور شرارت کے نتائج دیکھنے سے محروم رہتا ہے اور باوجود اس کی مخالفت کے اس کا مدمقابل کامیاب ہو کر عزت پالیتا ہے۔ تو وہ پھر بھی اپنی شرارت سے باز نہیں آتا اور حسد سے جل بھن کر انکو

گرانے کی کوشش

میں لگ جاتا ہے۔ ؛

میں اللہ کا نام لے کر جو بے انتہا کرم کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے شروع کرتا ہوں۔ اے انسان تو کہہ میں پناہ مانگتا ہوں۔ اس کی جو انسانوں کو پیدا کرکے انہیں ادنے حالت سے بالا حالت میں لے جاتا ہے۔ اور میں پناہ لیتا ہوں۔ اس ہستی کی جو کہ انسانوں کی بادشاہ ہے اور میں پناہ لیتا ہوں اس ہستی کی جو کہ انسانوں کی معبود ہے اس بہت وسوسے پیدا کرنیوالی ہستی کے شر سے جو کہ لوگوں کے دلوں میں شبہات ایسی حالت میں ڈالتی ہے۔ کہ آپ پیچھے رہتی ہے۔ یا شبہ ڈال کر آپ پیچھے ہٹ جاتی ہے۔ اور قلوب کے اندر ایسے رنگ میں بات پھونکتی ہے۔ کہ ان پر اثر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ وہ فریب اور دھوکے میں لپیٹ کر بات کرتی ہے۔ ملمع سازی اور میٹھی میٹھی باتوں سے لوگوں کے دلوں کو موہ لیتی ہے من الجنۃ والناس خواہ یہ ہستیاں جنوں میں سے ہوں۔ یا انسانوں میں سے یا خواہ یہ وساوس جنوں کے قلوب میں ڈالے جائیں۔ یا انسانوں کے قلوب میں۔ گویا اس صورت میں ناس ایک جامع لفظ ہو گا۔ جس کی دو شقیں ہوں گی ایک جنۃ من الناس اور ایک ناس من الناس

یہ تیں اپنے اندر کلام الٰہی باقی آیات کی طرح وسیع مطالب رکھتی ہیں۔ غالباً پچھلے لکھنؤ میں نے بیان کیا تھا۔ کہ ان سورتوں میں

مسیح موعود کے زمانہ کی خبر

دی گئی ہے لیکن آج میں ایک اور مضمون کے متعلق اختصار کے ساتھ کچھ بیان کروں گا۔ تا جو سمجھنے کی قابلیت رکھتے ہیں وہ تفصیلات کو بھی سمجھ جائیں۔ اور جو تفصیلات سمجھنے کی قابلیت نہیں رکھتے وہ اتنی ہی بات سمجھ جائیں جو میں بیان کروں ؛

یہ دو سورتیں درحقیقت روحانیت کی تکمیل کے قواعد پر مشتمل ہیں۔ بہت سے انسان دنیا میں ایسے پائے جاتے ہیں۔ جو اس امر کو نہیں سمجھتے۔ کہ انسان باوجود انسان ہونے کے ویسی ایک

مادی ہستی

ہے جیسے درخت۔ جیسے ٹین جیسے لوہا۔ جیسے پتھر یا جیسے اور جتنے نباتات یا حیوانات میں سے کوئی چیز۔ اور بہت سے انسان ایسے ہیں۔ جو یہ نہیں سمجھتے۔ کہ وہ نباتاتی جماداتی یا حیوانی زندگی کے علاوہ بھی ایک زندگی رکھتے ہیں۔ اور وہ

انسانی زندگی

ہے۔ اسے نہ سمجھنے کی وجہ سے بہت سے لوگ اس فرض کو پورا کرنے سے محروم رہتے ہیں۔ جو انسان کی پیدائش پر اللہ تعالیٰ نے عائد کیا ہے۔ اور جو لوگ اس حکمت کو نہیں سمجھتے کہ انسان وہی خاصیت ہے۔ جو جمادات نباتات اور حیوانات ہیں۔ وہ

انسان کی ترقی

کے بڑے ایک راستہ کو محدود اور بند کر دیتے ہیں۔ مثلاً وہ انسان کی ان ضرورتوں کو تلف کرنے کی کوشش کرتے ہیں جو خدا نے انسان کے ساتھ لگائی ہوئی ہیں۔ اور جنہیں کوئی انسان تلف نہیں کر سکتا ایسی قومیں انسانوں کو

باقی مخلوق سے جدا

سمجھ کر ایسے قوانین مقرر کرتی ہیں۔ جو انسانی زندگی کو ترقی دینے کی بجائے تباہ کر دیتی ہیں۔ مثلاً کہیں تو وہ یہ تعلیم دیتی ہیں کہ شادی نہیں کرنی چاہیئے۔ کہیں وہ یہ تعلیم دیتی ہیں۔ کہ انسان کو کھانا پینا محدود کر دینا چاہیئے۔ اور ہر سال اسے کوئی نہ کوئی چیز کھانی چھوڑ دینا چاہیئے۔ کبھی وہ یہ تعلیم دیتی ہیں۔ کہ بیوی اور بچوں کو چھوڑ کر جنگل میں چلا جانا چاہیئے۔ کبھی وہ یہ تعلیم دیتی ہیں۔ کہ

اچھے کھانوں سے پرہیز

کرنا چاہیے۔ اور کبھی وہ یہ تعلیم دیتی ہیں۔ کہ انسان کو کبھی سوسائٹی سے علیٰحدہ رہنا چاہیئے۔ وہ بھول جاتی ہیں۔ کہ جیسا انسان ویسا ہی ایک نباتاتی چیز ہے۔ ویسا ہی ایک جماداتی چیز ہے۔ ویسا ہی ایک حیوانی چیز ہے جیسے نباتات میں سے کوئی چیز۔ جیسے جمادات میں سے کوئی چیز۔ اور جیسے حیوانات میں سے کوئی۔ جس طرح آگ ہے۔ اگر ہم ایندھن نہ ڈالیں۔ تو وہ بجھ جائے گی۔ جیسے درخت ہم پانی نہ دیں تو وہ سوکھ جائے گا۔ اسی طرح ہم اگر اس حقیقت کو نظر انداز کر دیں۔ تو بہت سی اعلیٰ فضیلتوں سے محروم ہو جائیں گے۔ ہماری آگ بھی بجھ جائے گی۔ اور ہماری

سرسبزی وشادابی

بھی خشکی کی صورت اختیار کرے گی

پھر جن لوگوں نے اس بات کو بھلا دیا۔ کہ انسان میں ایک زائد بات بھی ہے۔ یعنی جس طرح اس کے اندر نباتی زندگی پائی جاتی ہے۔ جس طرح اس کے اندر جماد زندگی پائی جاتی ہے۔ اور جس طرح اس کے اندر حیوانیت پائی جاتی ہے۔ اسی طرح اس کے اندر انسانیت بھی پائی جاتی ہے۔ وہ روحانیت سے محروم ہو گئے۔ جیسے یورپین کہا کرتے ہیں۔ کہ

انسانی زندگی کا مقصد

بجز اس کے اور کچھ نہیں۔ کہ کھائے۔ اور پیئے اور بس۔ جب وہ یہ کہتے ہیں۔ کہ یورپ بہت ترقی یافتہ ہے اس کا مطلب یہ ہوا کرتا ہے۔ کہ یورپ نے اپنی سہولت کے لئے بہت سے سامان پیدا کر لئے۔ اس نے لوگوں کو گرمی سردی سے بچانے اور بیماریوں سے محفوظ رکھنے کے لئے بہت سے اچھے سامان بہم پہنچائے۔ یا اس نے رہائش کے لئے اچھے مکان ایجاد کئے۔ جس کے عام معنے یہ ہیں کہ اس نے

انسان کی نباتاتی جماداتی یا حیوانی زندگی

کے لئے سامان حاصل کئے۔ مگر وہ بھول جاتے ہیں۔ اس بات کو۔ کہ ایک زائد چیز انسانیت بھی ہے۔ اس کے لئے یورپ نے کیا کیا۔

یورپ کی تمام ترقیات

سورۂ فلق کے ماتحت ہیں۔ مگر انہوں نے سورۂ والناس کو بالکل نظر انداز کر دیا۔ اسی طرح ہندوؤں عیسائیوں یا مسلمانوں میں سے نام نہاد صوفیوں یا خشک ملانوں یہودیوں یا جو

ذلت کے گڑھے میں

گری ہوئی اقوام ہیں۔ انہوں نے سورۂ والناس کی طرف تو توجہ کی۔ مگر سورۂ فلق کو بھول گئے۔ وہ بھول گئے اس بات کو۔ کہ انسان

فلق کا حصہ

ہے۔ وہ ویسا ہی دھات ہے۔ جیسے لوہا۔ جیسے پتھر۔ وہ ویسا ہی نباتات میں سے ہے۔ جیسا کہ خربوزہ۔ اور جیسے آم۔ وہ ویسا ہی حیوانات میں سے ہے۔ جیسے ایک شیر جیسے ایک بکری۔ جیسے ایک گائے اور بیل۔ ان تمام چیزوں کو ترکیب دے کر خدا تعالےٰ نے انسان کو بنایا ہے اس کی جڑیں ان تینوں جگہوں میں پھیلی ہوئی ہیں۔ اور ان

تینوں کا خلاصہ

نکلکر انسان بنتا ہے۔ اگر انسان کو ان تینوں جگہوں سے خوراک نہ ملے۔ تو وہ انسان نہیں رہتا۔ مٹی انگور نہیں ہوتی۔ لیکن انگور مٹی سے پیدا ہوتا ہے۔ اگر تم انگور کی جڑیں مٹی سے نکال لو۔ تو انگور باقی نہیں رہے گا۔ کیونکہ اس کی ترقی کا ذریعہ یہ ہے۔ کہ مٹی بھی ہو۔ اور انگور کی بیل بھی۔ اگر مٹی نہ ہو۔ تو انگور کی حیثیت باقی نہیں رہتی۔ اور اگر مٹی ہی ہو اور انگور نہ ہو۔ تو مٹی کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ اسی طرح اگر نباتات جمادات اور حیوانات کے نتیجہ میں انسان پیدا نہ ہوتا۔ اور اگر خالی اسی حد تک یہ چیزیں رہتیں۔ تو یہ سب فضول اور لغو ہوتیں۔ جیسے مٹی فضول اور لغو ہے۔ بغیر خربوزہ کے بغیر آم اور انگور کے۔ پس وہ لوگ جو یہ سمجھتے ہیں۔ کہ ہم انسانوں کو روحانی امور کی طرف توجہ جاتے ہیں۔ مگر طبیعات سے پرہیز کر کے۔ وہ اس امر کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ کہ طبیعات وہ زمین ہے جس میں

روحانیت کا پودا

اگا کرتا ہے۔ اور اسی زمین میں نشو و نما پا کر یہ پودا روحانیت کے میوے لاتا ہے۔ یہی چیز ہے جسے اسلام پیش کرتا ہے اسلام کہتا ہے۔ کہ

نباتات جمادات اور حیوانات

کے ملانے سے جو خلاصہ پیدا کیا گیا۔ اس کے پھل کا نام انسان ہے۔ جب تک یہ نہ ہو۔ انسانیت کا پودا پنپ نہیں سکتا۔ اور جب تک یہ خیال نہ رکھا جائے۔ کہ

انسانیت کی جڑیں

جمادات نباتات اور حیوانات سب میں ہیں۔ اس وقت تک پودا سرسبز نہیں رہ سکتا۔ سورۂ فلق میں ہمیں اسی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ کہ انسان مخلوقات کا ایک جزو ہے۔ وہ ویسا ہی نباتات میں سے ہے۔ جیسا ایک آم اور خربوزہ۔ اگر یہ نہیں۔ تو شریعت کیوں کہتی ہے۔ کہ من شر ما خلق اگر ہم جمادات سے بالکل علیٰحدہ ہوتے۔ اگر ہم نباتات سے بالکل علیٰحدہ ہوتے۔ اگر ہم حیوانات سے بالکل علیٰحدہ ہوتے۔ اور اگر ہم نے ان سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کرنا۔ تو ہمیں من شر ما خلق ومن شر غاسق اذا وقب کہنے کی کیا ضرورت ہے

من شر ما خلق

سے تو یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان چیزوں کی برائی ہم تک پہنچ سکتی ہے۔ اس لئے ہمیں ان کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے دعا مانگنی چاہیئے۔ اور

من شر غاسق اذا وقب

سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان چیزوں سے ہمیں بعض فوائد بھی پہنچ رہے ہیں۔ اور دعا سکھائی گئی ہے۔ کہ ان فوائد سے ہم محروم نہ رہ جائیں۔ غرض ان آیات میں بتایا گیا ہے۔ کہ ان کے شرور سے پناہ مانگو۔ اور ان کے نور کے بند ہو جانے سے پناہ مانگو۔

پس معلوم ہوا۔ کہ تمام جمادات سے ہمیں شر بھی پہنچ سکتا ہے۔ اور نور بھی۔ تمام نباتات سے ہمیں شر بھی پہنچ سکتا ہے۔ اور نور بھی۔ تمام حیوانات سے ہمیں شر بھی پہنچ سکتا ہے اور نور بھی۔ اگر ہماری جڑیں ان تینوں گڑھوں میں دبی ہوئی نہیں۔ تو ان سے کیونکر

شر اور نور

پہنچ سکتا ہے۔ شر اور خیر تو تعلق سے ہی پیدا ہوتا ہے اگر اللہ تعالےٰ کا منشا یہ ہوتا۔ کہ انسان ان تمام چیزوں سے علیٰحدہ ہو جائے۔ تو اسے کوئی شر نہ پہنچتا۔ اور نہ کوئی خیر پہنچتی۔

شر اور خیر پہنچنے کا اصل

تبھی قائم کیا جا سکتا ہے۔ جب دو چیزوں میں واسطہ ہو پس سورۂ فلق ہمیں اس طرف توجہ دلاتی ہے کہ اگر ہم ترقی کرنا چاہتے ہیں۔ تو ہمیں اپنی جماداتی نباتاتی اور

حیوانی ہستی

کا خیال رکھنا چاہیئے۔ جو لوگ اپنے آپ کو انسان سمجھتے ہوئے نیچے نہیں جھکتے۔ وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ جیسا کہ جو شخص درخت کا اس کے پتوں اور ٹہنیوں سے علاج کرنا چاہے۔ وہ کامیاب نہیں ہوتا۔

جڑوں کو پانی

دو۔ تب درخت سرسبز ہو گا۔ ہاں کئی مرضیں ایسی بھی ہوتی ہیں۔ جن کا اوپر اوپر سے علاج ہو جاتا ہے۔ جیسے ایک کیڑا ہوتا ہے۔ جو کپاس کو برباد کر دیتا ہے۔ اس کو ہلاک کرنے کے لئے کپاس کے پودے پر راکھ ڈال دی جاتی ہے۔

پس بے شک ایسے بھی امراض ہوتے ہیں۔ لیکن بہت سے ایسے امراض ہیں جو جڑ سے وابستہ ہوتے ہیں۔ اور جب تک انسان نباتاتی جماداتی اور حیوانی حالت کی اصلاح نہ کرے ترقی مکمل نہیں ہو سکتی۔ یہ وہ امر ہے جسے سورۂ فلق میں بیان کیا گیا اور سورۂ والناس ہمیں اس طرف توجہ دلاتی ہے کہ کئی امراض اوپر آ کر پیدا ہوتے ہیں۔ چنانچہ ان امراض کو دور کرنے کا علاج بھی بتایا جہاں تک نباتات جمادات اور حیوانات کا تعلق ہے وہاں ان کی وابستگی

جلب نفع

کے اصل کے ماتحت ہوتی ہے۔ تمام جمادات نباتات اور حیوانات کا کام اپنی ذات کے لئے ہوتا ہے دوسرے کے لئے نہیں۔ مثلاً یہ نہیں ہوگا کہ انسان مصیبت میں ہو اور لوہا کہے کہ میں اپنے آپ کو تمہاری خدمت کے لئے پیش کرتا ہوں بلکہ انسان اپنے زور سے جمادات سے کام لیگا۔ اپنے زور سے نباتات سے کام لیگا اور اپنے زور سے حیوانات سے کام لیگا۔ ان کی تمام تر طاقت صرف اپنے لئے ہی ہو گی۔ یہی حال نباتات کا ہے یہ نہیں ہو گا کہ درخت بھوکے کے پاس چل کر آئے اور پھل پیش کرے بلکہ بھوکے کو پھل کے لئے درخت کے پاس جانا پڑیگا۔ یہی حال حیوانات کا ہے۔ آپ کبھی نہیں دیکھو گے۔ کہ کوئی گائے کسی شخص کے پاس جائے اور کہے کہ میرا دودھ پی لو۔ بلکہ آدمی کو اس کے پاس جانا پڑیگا پس ان کی تمام نظر اپنے تک ہی محدود ہوتی ہے اور وہ یہی کہتے ہیں کہ ہم ترقی کریں۔ اسی چیز کے نتیجہ میں

حسد کی بیماری

پیدا ہوتی ہے اس لئے فرمایا۔ ومن شرّ حاسد اذا حسد نباتاتی جماداتی اور حیوانی طبقہ جو ہے اس کی تمام کوششیں صرف اس بات پر صرف ہوتی ہیں۔ کہ ہم ترقی کرتے چلے جائیں لیکن ان تینوں کے مجموعہ کے بعد جو چیز نکلتی ہے یعنی انسان اس کا اصل مقصد کیا ہے۔ اس کا

اصل مقصد

یہ ہے کہ وہ دوسروں کے لئے قربان ہو جائے۔ جب تک یہ نباتات میں تھا اس وقت تک یہ دوسروں کے لئے قربان ہونے سے بھاگتا تھا اور کہتا تھا کہ میں ہی ترقی کروں۔ جمادات میں بھی یہی احساس تھا گو ہم انہیں بے جان قرار دیتے ہیں۔ یہی جذبہ حیوانات میں بھی تھا۔ غرض جمادات نباتات اور حیوانات میں یہ جذبہ ہے اور اگر بعض حیوانات میں ہمیں

قربانی کی بعض مثالیں

نظر آتی ہیں تو وہ انسانیت کے قرب کی وجہ سے۔ مثلاً جانور اپنے بچوں سے پیار کرتے ہیں۔ مگر وہ انسانیت کے قرب کی وجہ سے کرتے ہیں اور پھر بچہ بھی ان کا ہی ہوتا ہے۔ مگر جب انسان انسانیت کے مقام پر آجاتا ہے تو اس وقت

ربوبیت الٰہیت اور ملکیت کی صفات

کے ماتحت اس سے تمام کام سرزد ہوتے ہیں اور یہی صفات سورۂ والناس میں بیان فرمائی گئی ہیں۔ سورۂ فلق میں جلب نفع کا ذکر تھا اور سورۂ والناس میں

قربانی کا بیان

ہے۔ رب کیا ہے وہ جو اپنے آپ کو دوسروں کے فائدہ کے لئے خرچ کرتا اور دوسروں کی ترقی کے لئے اپنی قربانی کرتا ہے۔ اسی طرح ملک یعنی حقیقی بادشاہ وہی ہوتا ہے جو رات اور دن اپنی زندگی کو اس لئے تکالیف میں ڈالتا ہے کہ قوم ترقی کرے۔ پھر اللہ وہ ہے جو احسان کرتا ہے۔ غرض یہ تینوں صفات ایسی ہیں جن میں دوسروں کی بہتری مدنظر ہوتی ہے۔ اور یہی

انسانیت سے تعلق رکھنے والے امور

ہیں۔ مگر جہاں پہلے حسد کا خوف تھا اور اس سے پناہ مانگی گئی تھی یہاں ناجائز ربوبیت ناجائز ملکیت اور ناجائز الٰہیت کا شر پیدا ہوتا ہے۔ اسی لئے فرمایا۔ من شرّ الوسواس الخناس الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنّۃ والناس ۔ وہاں یہ حسد ہوتا ہے کہ میری چیز کوئی اور نہ لے جائے اور یہاں یہ شر پیدا ہو جاتا ہے کہ میرے سوا کوئی قربانی نہ کرے وہاں یہ خیال تھا کہ اگر چلنا ہے تو میرے ہی اصول پر چلیں۔ رائج ہونا ہے تو میرا ہی مذہب رائج ہو اور یہاں یہ ہوتا ہے کہ اگر لوگوں کے ساتھ احسان کرنا ہے تو میں ہی کروں گویا

ناجائز قربانی

کرنا چاہتا ہے۔ اس سے بھی دنیا تباہ ہو جاتی ہے۔ جس طرح اس سے تباہی آجاتی ہے کہ دوسرے کے پاس کوئی چیز نہ جائے۔ میرے پاس ہی رہے اسی طرح اس سے بھی تباہی آجاتی ہے کہ کہا جائے۔ کوئی اور قربانی نہ کرے صرف میں ہی کروں بعض لوگ اپنے دوست پر اس بات سے ناراض ہو جاتے ہیں کہ وہ کیوں ہمیشہ ان کے پاس نہیں رہتا۔ حالانکہ اگر وہ ہمیشہ ان کے پاس رہے اور کسی اور سے مل کر اپنے معلومات میں اضافہ نہ کرے تو ساری عمر جاہل رہے۔ پس جس طرح نباتاتی جماداتی اور حیوانی زندگی میں شر ہے اسی طرح انسانی زندگی میں بھی شر ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تمہیں ان دونوں شروں سے بچنا چاہیئے اور دعا مانگنی چاہیئے کہ جو جسم ان مادی حالتوں میں پھیلی ہوئی ہیں اللہ تعالیٰ ان کے شر سے بچائے میں لوہا بھی ہوں پتھر بھی ہوں ہر قسم کی گیس بھی ہوں ریڈیم بھی ہوں اسی طرح میں ہر قسم کی نباتاتی چیز بھی ہوں میں آم بھی ہوں خربوزہ بھی ہوں۔ جب ہم آم کھاتے ہیں تو وہ ہم پر اثر کرتا ہے یا نہیں پھر میں حیوان بھی ہوں۔ اور حیوانات بھی میرے اندر اثر کرتے ہیں۔ پھر انسان بھی ہوں۔ میں انسانوں کی طرح پیٹ میں رہا اور پیدا ہوا غرض میں

تمام مخلوقات کا خلاصہ

ہوں۔ اگر میں اس بات کو بھول جاتا ہوں کہ میں جمادات کا خلاصہ ہوں تب بھی میں نامکمل رہتا ہوں۔ اور اگر اس بات کو بھول جاتا ہوں کہ میں نباتات یا حیوانات کا خلاصہ ہوں تب بھی میری تکمیل نہیں ہو سکتی۔ گویا میری

99

چار مائیں

ہیں ایک ماں نباتات ہے ایک ماں جمادات ایک ماں حیوانات اور ایک ماں انسانوں میں سے ہے۔ ان تمام جگہوں سے مجھے غذا مل رہی ہے۔ اگر میں ایک کی بھی حفاظت نہ کرونگا تو میری ترقی میں روک واقع ہو جائیگی۔ جیسے کسی کی چار دائیاں ہوں تو اگر ایک کی صحت بھی خراب ہو جائے تو اس کی خرابی صحت بچہ پر اثر کئے بغیر نہیں رہیگی۔ اسی طرح انسان کی بھی چار دائیاں ہیں۔ ایک نباتاتی ایک جماداتی ایک حیوانی اور ایک انسانی۔ اگر انسان سب کی حفاظت نہیں کرتا اور سمجھ لیتا ہے کہ میں انسان ہوں مجھ پر لوہے یا پتھر نے کیا اثر کرنا ہے یا نباتات نے کیا اثر کرنا ہے یا حیوانات نے کیا اثر کرنا ہے تو وہ اپنے آپ کو نقصان پہنچاتا ہے۔ قرآن مجید نے انسان کو اسی امر کی طرف توجہ دلائی ہے جہاں وہ فرماتا ہے۔ یا ایّھا الرسل کلوا من الطیّبات واعملوا صالحًا۔ اے رسولو۔ پاک چیزیں کھاؤ۔ اس کے نتیجہ میں نیکیاں پیدا ہونگی۔ یہ مت خیال کرو کہ تم اپنے زور سے نیکیاں کر سکو گے بلکہ اگر تمہارے کھانے میں خرابی ہوگی۔ تو وہ تمہارے زور کو باطل کر دے گی۔ پس

نیکی کے ظہور کیلئے

دو زوروں کی ضرورت ہوا کرتی ہے ایک تمہارا ارادہ ہو اور دوسرا تمہارا جسم جو نباتاتی غذاؤں وغیرہ کے نتیجہ میں تیار ہوتا ہے اگر گاڑیاں ہیں مگر انجن نہیں تب بھی بیکار ہیں اور اگر محض انجن ہے اور سواری کے لئے گاڑیاں نہیں تب بھی بے فائدہ ہے۔ سواری کی تکمیل تبھی ہوگی جب گاڑیاں اور انجن دونوں ہوں۔ اسی طرح

نیکی کے لئے دو چیزوں کی ضرورت

ہوتی ہے۔ ایک طرف خیالات کی اصلاح ہو اور دوسری طرف جسم کی جو جمادات نباتات اور حیوانات کا خلاصہ ہے اصلاح ہو۔ اگر دونوں چیزیں مکمل ہونگی۔ تب نیکی بھی سرزد ہوگی۔ اس

مضمون کی بیسیوں شقیں ہیں مگر میں نے اس وقت خلاصہ کے طور پر بعض باتیں بیان کر دی ہیں۔ آج عصر کی نماز میں

ایک سیکنڈ

میں اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ تمام مضمون سکھایا ہے اور یہ اتنا

وسیع مضمون

ہے کہ گھنٹوں اس پر تقریر کی جا سکتی ہے۔ مگر اس وقت اس کا موقع نہیں۔ میں نے خلاصہ کے طور پر بیان کر دیا ہے کہ انسان کو اپنی

روحانیت کی تکمیل

کے لئے کن کن امور کو مد نظر رکھنا چاہیئے۔ اس کے بعد اب میں دعا کرونگا۔ بعض دوستوں نے تار کے ذریعہ سے دعاؤں کے لئے لکھا ہے۔ میں ان سب کے نام سنا دیتا ہوں۔ احباب اپنی دعاؤں میں انہیں یاد رکھیں (اس کے بعد حضور نے دعا کے لئے تار دینے والے تمام اصحاب کے نام سنائے اور پھر فرمایا) رقعے بھی سینکڑوں کی تعداد میں آئے ہیں۔ بہت سے میں نے پڑھے ہیں اور بعض کے پڑھنے کا موقع نہیں ملا۔ سب دوست دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان تار بھیجنے والوں اور رقعے لکھنے والوں پر اپنا فضل فرمائے۔

رمضان کے مہینہ میں

اللہ تعالیٰ نے ہم کو سبق دیا ہے کہ ہم خود تکلیف اٹھائیں اور دوسروں کے لئے آرام کا موجب بنیں۔ چنانچہ حکم ہے کہ آپ بھوکے رہو اور پھر حکم ہے کہ غریبوں کو صدقۃ الفطر دو۔ گویا ایک طرف لوگوں کو بھوکا رکھا اور دوسری طرف غریبوں کو سیر کیا۔ تو رمضان انسان کو اس بات پر تیار کرتا ہے کہ خود تکلیف اٹھا کر دوسروں کو سکھ اور آرام پہنچائے۔ پس ان ایام میں

دوسروں کو دعا میں شریک کرنا

رمضان کی خصوصیات میں سے ہے۔ اس وقت ہمارے کئی بھائی تبلیغ کے لئے باہر گئے ہوئے ہیں ان کے بھی بیوی اور بچے ہیں اور انہیں بھی بیماریاں آتی ہیں مگر ان سب تکالیف کو وہ خوشی سے برداشت کرتے ہیں۔ گھر سے دور رہنے والے مبلغین بھی بعض دفعہ بیماریوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں بسا اوقات سخت مصیبتوں کا انہیں سامنا کرنا پڑتا ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کے لئے دعا کریں جبکہ

قوم کے معلم

خراب ہو جاتے ہیں تو وہ قوم بھی برباد ہو جاتی ہے اس لئے ہمارے فرائض میں یہ بھی داخل ہے کہ ہم ان مبلغوں کے لئے بھی دعا کریں جو ہندوستان میں تبلیغ کر رہے ہیں۔ ہماری دعا یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنے

فرائض منصبی ادا کرنے کی توفیق

عطا فرمائے اور جس حد تک کوئی مبلغ اخلاص سے کام لے رہا ہو۔ اللہ تعالیٰ اس کو مد نظر رکھ کر سب سے اپنی رحمت کا سلوک کرے اور اگر کسی میں کمی ہے تو خدا اس کو اپنے فضل سے پورا کر دے۔ پھر کئی ایسے ہیں جو خط بھی نہیں لکھ سکے۔ بعض غفلت کی وجہ سے بعض علم نہ ہونے کی وجہ سے اور بعض اس محبت اور یقین کی وجہ سے کہ ہمیں دعا میں بھلایا نہ جائیگا جنہوں نے عدم علم کی وجہ سے خط نہیں لکھا ان کے لئے بھی دعا کرو۔ غافلوں کے لئے بھی دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ان کی غفلت کو دور فرمائے اور جنہوں نے آپ لوگوں کی

محبت پر اعتماد

کیا ہے اور اس امید پر خط نہیں لکھا کہ آپ انہیں یاد رکھینگے ان کے لئے بھی دعا کریں کیونکہ یہ

بہت بڑا بدلہ

ہوگا کہ وہ تو ہماری محبت پر اتنا یقین رکھیں کہ سمجھیں ہمیں یاد کرانے کی ضرورت ہی نہیں اور ہم اپنی دعاؤں میں انہیں بھول جائیں۔ پھر اپنے لئے بھی دعائیں مانگو اور خصوصاً قادیان والوں کے لئے دعا مانگو سلسلہ کے کاموں کی ترقی کے لئے دعا مانگو مرکزی نظام کے لئے دعا مانگو۔ شر کے ہزاروں دروازے ہیں پس دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ

خرابیوں کے تمام دروازے

خواہ فردی ہوں یا اجتماعی بند کر دے۔ اور

خوبیوں کے تمام دروازے

خواہ وہ فردی ہوں یا اجتماعی ہمارے لئے کھول دے۔ کبھی اجتماعی نیکیاں کام آیا کرتی ہیں جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ جب تک

قدرت ثانیہ

نہیں آتی سب مل کر اس کے لئے دعائیں کرو۔ اور کبھی فرد سے وابستگی ضروری ہوتی ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے موجودہ زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیج دیا اور آپ کے ذریعہ ایک نظام قائم کر دیا۔ پس دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے سب نیکیوں کے دروازے کھول دے اور تمام شرور کے دروازے بند کر دے۔ وقت چونکہ تنگ ہے۔ اس لئے میں یہ دعا کرتا ہوں اگر بعض باتیں میں یاد نہیں کرا سکا تو اپنے طور پر انہیں یاد کر لینا چاہیئے۔ درس دینے والوں کے لئے دعا کرو۔ جو درس میں آ سکے رہے ان کے لئے اور جو نہیں آ سکے ان کے لئے بھی دعا مانگو۔ مردوں عورتوں بچوں سب کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھو۔ جو مصیبتوں اور مشکلات میں ہیں ان کی مشکلات کے دور ہونے اور

مصائب کے ازالہ کیلئے دعا

کرو۔ پھر یہ بھی دعا کرو کہ جو ہماری جماعت میں شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی روحانی اور جسمانی نعمتوں سے متمتع فرمائے اور جو شامل نہیں انہیں ہدایت فرمائے۔ میں آپ لوگوں کے لئے دعا کرونگا۔ آپ میرے لئے سلسلہ اور اسلام کی ترقی کے لئے دعا کریں۔ دنیا ایک اندھیرا راستہ ہے۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک گرتا ہے اور دوسرا اسے کچل کر گزر جاتا ہے حالانکہ اس کے گرنے کا بھی احتمال ہے۔ پس گرے ہوؤں کو اٹھاؤ اور جو کمزور ہیں انہیں کھڑا کرو۔ تاکہ تم بھی اگر کسی وقت گر جاؤ تو لوگ تمہیں پاؤں کے نیچے کچل کر نہ گذر جائیں بلکہ اٹھائیں۔

ذکر و فکر

خدا کے مقابلہ میں کسی سے محبت نہ ہونی چاہیے

ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کیا آپ کو مجھ سے محبت ہے۔ انہوں نے فرمایا۔ ہاں۔ پھر پوچھا کیا آپ کو خدا سے محبت ہے۔ فرمانے لگے ہاں ہے۔ اس پر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ آپ کو دونوں کے ساتھ ایک وقت میں کیونکر محبت ہو سکتی ہے۔ میری اور خدا کی محبت کیونکر برابر ہو گئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمانے لگے۔ بیٹا جب تک تیری محبت خدا کی محبت کے مقابلہ میں نہیں آتی۔ تب تک وہ قائم ہے مگر جب تیری محبت خدا کی محبت کے مقابل میں آ پڑے گی۔ تو تیری محبت کو کاٹ دونگا۔ پس اے عزیز تو بھی اپنی اولاد اپنے رشتہ داروں اور دوستوں سے ایسی ہی محبت کر اور ان سے ایسا معاملہ کر کہ ان کو یقین ہو جائے کہ سب تعلق اور محبت اسی وقت تک ہے۔ جب تک ہم خدا کی راہ میں اس کے مددگار ہیں اور یاد رکھ کہ اولاد اور متعلقین کی محبت نے کئی لوگوں کو ہمارے سلسلہ میں بھی ہلاک کر دیا۔ مگر وہ وہی لوگ تھے۔ جنہوں نے اولاد اور متعلقین کو خدا پر یا خدا کے لوگوں پر مقدم کیا اور یہی وہ اولاد ہے جس کی بابت اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ

اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِکُمْ وَاَوْلَادِکُمْ عَدُوًّا لَّکُمْ فَاحْذَرُوْھُمْ

یعنی تمہاری بعض بی بیاں اور بعض اولاد تمہاری دشمن ہے۔ سوان سے ہمیشہ بچتے رہنا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک دفعہ آپ کی بی بیوں نے کثرت سوال سے ناراض کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خبر لگی۔ تو حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ اجازت ہو تو اپنی بیٹی حفصہ کا سر کاٹ کر حاضر کر دوں۔ سو جب تک یہ محبت اور یہ ایمان نہ ہوگا۔ تب تک خاتمہ بالخیر کا خوف ہے۔ (خاکسار)

نظارتوں کے اعلانات

تنظیم نظارت امور عامہ

ضلع جہلم:- نظارت امور عامہ کی تنظیم کے متعلق الفضل میں اعلان ہو چکا ہے۔ اس پر سب سے اول جماعت احمدیہ جہلم نے ضلع جہلم کے لئے۔ چودھری محمد فضل صاحب احمدی کو مہتمم امور عامہ منتخب کیا۔ اور بابو عطاء محمد صاحب امیر جماعت احمدیہ جہلم نے اس کی اطلاع دی ہے۔ بموجب فیصلہ عدد ۶ مورخہ ۲۲/۱ نظارت امور عامہ نے چودھری محمد فضل صاحب کا انتخاب مہتمم امور عامہ کے عہدہ پر منظور کر لیا ہے۔ ضلع جہلم کی تمام انجمنوں کے سکرٹری امور عامہ چودھری محمد فضل صاحب کی ہدایات کے ماتحت کام کریں گے۔ تمام ماتحت انجمنوں کے سکرٹریان کا فرض ہوگا۔ کہ وہ اپنے اپنے کام کی رپورٹ اپنے ضلع کے مہتمم صاحب امور عامہ چودھری محمد فضل صاحب کو بھجوایا کریں۔ اور مہتمم صاحب امور عامہ ضلع جہلم اپنے ضلع کے کام کی رپورٹ ماہوار نظارت امور عامہ کے دفتر میں بھجوانے کے ذمہ وار ہوں گے۔ مہتمم صاحب امور عامہ کے اپنے ضلع کے متعلق حسب ذیل فرائض ہوں گے۔ (۱) اپنے ضلع کی ماتحت انجمنوں میں سکرٹریان امور عامہ کا انتخاب کرانا اور ان کے تام دیتے برائے منظوری نظارت امور عامہ میں بھجوانا۔ (۲) رشتوں و ناطوں کا بندوبست کرانا۔ (۳) بیکاروں کے لئے روزگار تلاش کرنا۔ (۴) آپس میں جو تنازعات پیدا ہوں۔ ان کو عمدگی سے سلجھانا۔ (۵) قضاء کے فیصلہ جات کی تعمیل کرانا۔ (۶) غرباء۔ مساکین۔ یتامیٰ۔ بیوگان کی بروقت مدد کرنا۔ (۷) اپنے ضلع کے افسران سے مل کر اپنی جماعت کے حقوق حاصل کرنا۔ (۸) جماعت کی اقتصادی حالت کو ترقی دینے کی کوشش کرنا۔ (۹) جماعت میں تجارتی ترقی کی روح پیدا کرنا (۱۰) احمدیہ کور کی تحریک کو عمدگی سے چلانا۔ (۱۱) مخالفین سلسلہ کی شرارتوں کا حسن طریقہ سے انسداد کرنا

باقی اضلاع کی مرکزی انجمنوں کو بھی چاہیئے۔ کہ جلد سے جلد اپنے ضلع کے لئے کسی مناسب صاحب کو مہتمم امور عامہ کے عہدے کے لئے منتخب کرکے اطلاع دیں۔ تاکہ نظارت امور عامہ کے مدنظر جو سکیم ہے۔ اسے جلد سے جلد عملی جامہ پہنایا جا سکے۔

ناظر امور عامہ قادیان

کاٹیج انڈسٹری

گزشتہ مجلس شوریٰ میں یہ قرار پایا تھا۔ کہ اس امر کی تحریک کی جائے۔ کہ مختلف شہروں میں احمدی احباب کاٹیج انڈسٹریز قائم کریں۔ اور اس غرض کے واسطے نظارت امور عامہ کی طرف سے سلسلہ کے اخبارات میں تحریک کرتی رہے۔ مگر افسوس ہے۔ کہ عاجز کے اکثر سفروں پر رہنے کے سبب اب تک اس امر کی طرف کوئی توجہ نہیں ہو سکی۔

کاٹیج انڈسٹری کے معنی ہیں۔ خانگی صنعت کاری یعنے دست کاری کے ایسے آسان کام جو گھروں میں عورتیں اور لڑکے بھی کر سکیں۔ اور تھوڑے سرمایہ کے ساتھ کوئی ایسا کام جاری ہو سکے۔ جس میں گھر والے اپنا گزارا چلا سکیں۔ اور فائدہ حاصل کر سکیں۔ ایسی دست کاریاں آج سے ساٹھ ستر سال قبل ہندوستان میں بہت سی جاری تھیں۔ لیکن مشینوں کے کارخانوں نے رفتہ رفتہ اہل ہند کے ان تمام کاموں کو بند کرا دیا۔ چرخہ کاتنا۔ سوت بنانا۔ کپڑوں پر طلائی کام۔ چمڑے پر کام کلاہ سازی۔ صابن سازی لاکھ بنانا۔ لکڑی کے خراد کا کام۔ مہر کندی۔ کندی گری۔ رنگ سازی۔ غرض اس قسم کے بہت سے کام ہیں۔ جو گھر میں بآسانی ہو سکتے ہیں۔ اس زمانہ میں جب کہ سرکاری ملازمتوں کا دروازہ بہت ہی تنگ ہو رہا ہے۔ اور صدہا تعلیم یافتہ اور یونیورسٹیوں کے سند یافتہ نوجوان کام کی تلاش میں مارے مارے پھر رہے ہیں۔ ایسی دستکاریوں اور صنعتوں کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ جنکی تیار کردہ اشیاء عام طور پر مطلوب ہوں۔ اور جو تھوڑے سرمایہ سے چل سکتی ہیں۔ اس کے لئے سب سے اول یہ ضروری ہے کہ بیرونی احباب میں سے جو اصحاب ایسے کاموں سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ وہ اپنے تجارب اور مشورہ سے ہمیں آگاہ کریں۔ تاکہ ان کی خبر ہم دوسرے دوستوں کو دے سکیں۔ اس طرح ایک دوسرے کی امداد سے مختلف مقامات کے احباب فائدہ اٹھا کر اپنی اپنی جگہ ایسی دست کاریوں کا سلسلہ قائم کر سکتے ہیں۔

سردست ہم صابن سازی کی ایک ترکیب لکھتے ہیں جو ہمارے مکرم دوست مستری قطب الدین صاحب نے بتلائی ہے۔ مستری صاحب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرانے صحابی اور اولین مہاجرین میں سے ایک بزرگ ہیں جو ہر قسم کی تنگی و ترشی کو برداشت کرتے ہوئے عرصہ ۳۲ سال سے نہایت استقلال کے ساتھ قادیان میں ڈیرہ جمائے بیٹھے ہیں۔

نسخہ صابون حسب ذیل ہے:-

سوڈا کاسٹک نمبر ۷۰۰ ۲/۷ ایک سیر چار سیر پانی میں حل کر لیں۔ پھر تین سیر تیل کنجد میں ایک سیر چربی صاف شدہ گرم کرکے ملائیں۔ تھوڑی آگ کی آنچ دی جائے۔ پھر حل شدہ سوڈا تیل کی کڑاہی میں ڈال دیں۔ اور مسند سے خوب اچھی طرح قریباً ۱۰ منٹ تک گھوٹتے رہیں۔ پھر چھوڑ دیں۔ جب اچھی طرح سرد ہو جائے۔ تو قریباً دس گھنٹے کے بعد اس قوام کو جو کڑاہی میں جم چکا ہوگا کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیں۔ کڑاہی کے نیچے آگ جلا دیں۔ اور مسد سے ہلاتے رہیں۔ حتیٰ کہ تین چار جوش آجائیں اور تیل کی چکناہٹ کٹ جائے۔ اس کی علامت یہ ہوگی۔ کہ صابون ریگ کی طرح ہو جائے گا۔ جب یہ صورت اختیار کرے۔ تو آگ بند کر دیں۔ جب صابون جوش مارنا بند کر دے تو جو قوام کڑاہی میں باقی رہ جائے۔ اس کو نکال لیں۔ اس کے بعد قریباً آٹھ سیر پانی ڈال کر خوب جوش دیں۔ اور ہلاتے رہیں جب صابن پانی پر تیرنے لگے۔ تو پانی نکال دیں۔ اور صابن کو خوب اچھی طرح گھوٹیں یہاں تک کہ لیٹی کی طرح ہو جائے۔ پھر سانچہ میں بھر لیں۔ پانچ چھ گھنٹہ کے بعد نکال کر کاٹ لیں۔

نوٹ:- صابون سازی کے لئے مشاہدہ نہایت ضروری ہے صابن کی ہر جگہ ہر شخص کو کم و بیش ضرورت ہوتی ہے۔ اور آسانی سے فروخت کیا جا سکتا ہے۔ جو اصحاب مذکورہ بالا نسخہ اور ترکیب کے متعلق کوئی مزید امر دریافت کرنا چاہیں وہ مستری صاحب موصوف کی خدمت میں جوابی کارڈ لکھ کر دریافت کر سکتے ہیں۔ (ناظر امور عامہ قادیان)

عہدہ داران بیت المال کے لئے دعا

سکرٹریان و انسپکٹران بیت المال۔ جو چندہ کے کام کو نہایت عمدگی اور باقاعدگی کے ساتھ انجام دے رہے ہیں ان کے لئے وقتاً فوقتاً بحضور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ دعا کرائی جاتی رہی ہے۔ لیکن رمضان المبارک میں اختتام درس کے موقعہ پر ایسے احباب کے خاص طور پر نام لکھ کر حضرت کے حضور دعا کے لئے پیش کئے گئے۔ اور حضور نے ان کے لئے دعا فرمائی ہے۔ (ناظر بیت المال)

ضلع شیخوپورہ کی احمدی جماعتوں کیلئے اعلان

تمام جماعتہائے احمدیہ ضلع شیخوپورہ کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ چودھری شیر محمد صاحب سکرٹری جماعت احمدیہ سیدوالہ کو آنریری انسپکٹر ضلع شیخوپورہ مقرر کیا گیا ہے۔ وہ عنقریب اپنا دورہ (بیت المال) شروع کرنے والے ہیں۔ احباب ان کے ساتھ تعاون کریں (ناظر

نئی کانسٹی ٹیوشن پر جناب چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب کی تقریر

منتہائے نظر مکمل فیڈریشن ہو مگر جو کچھ طے ہوا اُسے منظور کر لینا چاہیئے

۲ فروری شام کے ۱/۲ ۶ بجے وائی۔ ایم۔ سی۔ اے ہال میں انٹر کالجیئیٹ ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام اور جناب عبداللہ یوسف علی صاحب کی صدارت میں جناب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے ہندوستان کے آئندہ آئین پر تقریر فرمائی۔ جو براڈکاسٹ کی گئی۔ آپ نے فرمایا۔

ہندوستان کا آئندہ آئین آل انڈیا فیڈریشن کی صورت میں ہوگا۔ جس میں والیان ریاست اور برطانوی صوبجات شامل ہونگے گول میز کانفرنس میں جو آئینی سکیم مرتب کی گئی ہے اس کے رو سے صوبجات کو خود اختیاری حاصل ہوگی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ لیجسلیچر کے سامنے جوابدہ ہونگے اور لیجسلیچر کے نمائندے پورے ڈیمو کریٹک طریق کے ساتھ یا الفاظ دیگر اس وقت محکمہ جات محفوظ اور محکمہ جات منتقلہ میں جو امتیاز ہے وہ نہ رہیگا۔ تمام محکمہ جات منتقلہ ہونگے اور وزراء کے چارج میں ہونگے جو مشترکہ طور پر لیجسلیچر کے سامنے جواب دہ ہونگے۔ اس کے علاوہ لیجسلیچر میں نامزد اور سرکاری ممبر نہیں ہونگے۔ اس کے علاوہ آئندہ آئین میں استحقاق رائے دہی کا دائرہ بہت وسیع ہو جائیگا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ صوبجات کا آئین زیادہ فراخ ہوگا۔ وزراء لیجسلیچر کے ممبروں میں سے مقرر کئے جائیں گے۔

محکمہ جات محفوظہ

آل انڈین فیڈریشن میں گورنمنٹ کی مشینری کی تمام ذمہ داری گورنر جنرل پر ہوگی وہ پارلیمنٹ کے سامنے جواب دہ ہوگا۔ جہاں تک محکمہ جات محفوظہ کا تعلق ہے۔ یہ تجویز کی گئی ہے کہ عارضی طور پر کچھ عرصہ کے لئے محفوظ محکمہ جات میں مندرجہ ذیل شامل ہونگے۔ ڈیفنس۔ امور خارجہ اور محکمہ دیہات۔ یہ ہر سہ محکمہ جات گورنر جنرل کے کنٹرول میں ہونگے۔ وہ ان کے نظم و نسق کے لئے پارلیمنٹ کو جواب دہ ہوگا۔ نارمل صورت حالات میں گورنر جنرل وزراء سے مشورہ کریگا۔ مگر اس کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ ان کے مشورہ پر عمل کرے۔

سنٹرل لیجسلیچر کے دو چیمبر ہونگے۔ ایک اپر چیمبر جس کا نام شاید سینیٹ ہوگا۔ اور دوسرا لوئر چیمبر۔ اپر چیمبر کا انتخاب براہ راست نہیں ہوگا بلکہ اس کے ممبر صوبجاتی لیجسلیچر منتخب کرینگے۔ اور لوئر چیمبر کے نمائندے براہ راست منتخب کئے جائینگے جیسا کہ اسوقت دستور ہے

آئندہ آئین کی خصوصیات

نارمل صورت حالات میں گورنر جنرل کو اپنے خاص اختیارات کے استعمال کی ضرورت نہ ہوگی۔ مگر ہنگامی حالات میں گورنر جنرل کی خاص ذمہ داریاں ہونگی۔ جب مرکز میں یا صوبجات میں خطرناک صورت حالات پیدا ہو جائے۔ تو گورنر جنرل اس کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنے خاص اختیارات سے کام لیگا۔ یہ ذمہ داری ڈیفنس۔ امور خارجہ۔ اور محکمہ دیہات سے متعلق ہوگی۔ ان میں گورنر جنرل وزراء کے فیصلہ کے برخلاف بھی کام کرنے کا اختیار رکھتا ہے۔ اگر وہ یہ خیال کرے۔ کہ ایسا کرنا ملک کے امن وامان کے لئے ضروری ہے۔

دیگر اختیارات

ان کے علاوہ اقلیتوں کے حقوق جو آئین کے رو سے انہیں حاصل ہونگے۔ ان کے تحفظ کی ذمہ داری گورنر جنرل پر ہوگی۔ گورنر جنرل کو ایسے اختیارات دینے کا مدعا یہ ہے۔ کہ کوئی فرقہ کسی دوسرے فرقے کے حقوق و مفاد پر چھاپہ نہ مارے۔

اگر سنٹرل کیبنٹ کا کوئی ممبر کسی ریاست کے حقوق میں مداخلت کرے۔ تو گورنر جنرل کو اس کے حقوق کے تحفظ کا اختیار ہوگا۔ مگر ان اختیارات کی حدود کے باہر کیبنٹ کو ہر قسم کی آزادی ہوگی۔ اور وہ صرف لیجسلیچر ہی کو جواب دہ ہوگی۔

لیجسلیچر کے متعلق اختیارات

گورنر جنرل کو لیجسلیچر توڑنے یا ملتوی کرنے وغیرہ کا اختیار حاصل ہوگا۔ اس میں وہ وزراء کے مشورہ پر عمل کریگا۔ بعض مسودہ جات قانون کو پیش کرنے کے لئے جیسا کہ اس وقت دستور ہے گورنر جنرل کی منظوری لینی پڑے گی۔ مثلاً کوئی ایسی تحریک جس کا کسی فرقہ کے مذہبی رواجات یا رسوم وغیرہ پر اثر پڑے ہنگامی صورت حالات رونما ہونے پر گورنر جنرل اپر اور لوئر چیمبر کا مشترکہ اجلاس منعقد کر سکیگا۔ اپنے خاص فرائض کی سرانجام دہی میں گورنر جنرل کو خاص قوانین نافذ کرنے کا اختیار ہوگا بشرطیکہ لیجسلیچر ان قوانین کو پاس کرنے سے انکار کر دے۔ کسی ایسے قانون کا نام گورنر جنرل کا ایکٹ ہوگا۔ اگر گورنر جنرل یہ دیکھے کہ لیجسلیچر میں کسی بل پر بحث اس کی خاص ذمہ داریوں کی سرانجام دہی میں رکاوٹ پیدا کرتی ہے یا ملک کے امن کے منافی ہے۔ تو وہ اس بحث کو روک سکتا ہے۔ نیز جہاں تک اس کی خاص ذمہ داریوں کا تعلق ہے۔ اسے لیجسلیچر کے قواعد مرتب کرنے کا اختیار حاصل ہوگا گورنر جنرل کو وزراء کے مشورہ سے آرڈی ننس نافذ کرنے کا اختیار ہوگا۔ مگر اس صورت میں جب کہ لیجسلیچر کا اجلاس منعقد نہ ہو رہا ہو۔ اور آرڈی ننس صرف اس کے آئندہ اجلاس تک نافذ رہیگا۔

تحفظات

جہاں تک تجارتی تحفظات کا تعلق ہے۔ اس وقت یہ تجویز کی گئی ہے۔ کہ نو آبادیات کے باشندوں اور برطانیہ میں رجسٹرڈ کمپنیوں کو ہندوستان میں وہی تجارتی حقوق حاصل ہونگے جو ہندوستان کے باشندوں اور ہندوستان میں رجسٹرڈ کمپنیوں کو برطانیہ میں حاصل ہونگے۔

مالی تحفظات محض ہندوستان کی مالی ساکھ کو بحال رکھنے کے لئے ہیں۔ مثال کے طور پر اگر کوئی فنانس منسٹر سال بسال قرضہ اٹھا کر بجٹ کو پورا کرتا ہے۔ تو گورنر جنرل مداخلت کر کے اسے یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ آپ ایسا نہیں کر سکتے۔ کرنسی اور شرح تبادلہ کی پالیسی کو کنٹرول کرنے کے لئے ریزرو بنک قائم کیا جائیگا۔ اگر یہ کنٹرول جیسا کہ اب ہے وزیر ہند کے ہاتھ میں رہے تو ہم یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ مالی اختیارات صحیح معنوں میں ہندوستانیوں کو منتقل کئے گئے ہیں۔ اس بنک کی کامیابی کے لئے یہ لازمی ہے کہ بجٹ میں توازن کیا جائے۔ اور خسارہ کو پورا کرنے کے لئے گولڈ ریزرو اکٹھا کیا جائے۔ ہمارا برآمد کا بیلنس نارمل ہو۔ جب تک فیڈرل ریزرو بنک نہ ہو۔ فیڈریشن قائم کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ اور جب تک پوزیشن تسلی بخش نہ ہو۔ ریزرو بنک قائم کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔

گورنر جنرل کو مالی معاملات میں مشورہ دینے کے لئے مالی مشیر مقرر کیا جائیگا۔ اگر ضروری ہو تو کیبنٹ بھی اس سے مشورہ کر سکتی ہے۔ مگر اس مشیر کو اگزیکٹو اختیارات حاصل نہیں ہونگے

لیجسلیچر

کئی ایسے معاملات ہونگے جن کے متعلق قانون بنانے کا اختیار محض صوبجاتی کونسلوں کو حاصل ہوگا۔ اور کئی ایسے ہونگے۔ جن کے متعلق صرف مرکزی لیجسلیچر کو ہی اختیار ہوگا۔ بعض ایسے ہونگے جن کے متعلق دونوں ہی کو اختیار ہوگا۔

جہاں تک بقیہ اختیارات کا تعلق ہے گول میز کانفرنس کسی فیصلہ پر نہ پہونچ سکی۔ اور ابھی تک ان پر غور و خوض کیا جا رہا ہے۔ فیڈرل گورنمنٹ کو اس بات کا اختیار حاصل ہوگا

کہ وہ صوبجات میں اپنے نافذ کردہ قوانین پر عمل درآمد کرا سکے فیڈرل فنانس کے سلسلہ میں یہ امر قابل ذکر ہے۔ کہ بعض ڈیلیگیٹ یہ چاہتے تھے۔ کہ انکم ٹیکس سے جو آمدنی ہو۔ وہ صوبجات کو دی جائے۔ اور بعض یہ چاہتے تھے کہ مرکز کو دی جائے۔ آخر کار یہ فیصلہ ہؤا کہ کچھ عرصہ کے لئے آمدنی کا کچھ حصہ صوبجات کو دیا جائے اور کچھ حصہ مرکز کو۔ اور اس طرح سے سمجھوتہ ہو گیا۔

فیڈرل اور سپریم کورٹ

فیڈرل کورٹ فیڈرل آئین کا ضروری حصہ ہے۔ مختلف صوبجات میں تنازعات کا فیصلہ کرانے کے لئے اس کا قیام لازمی ہے۔ مثال کے طور پر اگر پنجاب اور بیکانیر میں ستلج کے پانی کی تقسیم پر جھگڑا ہو جائے۔ تو اس کا فیصلہ کون کرے۔ اس حالت میں فیڈرل کورٹ ہی اس کا فیصلہ کرے گی۔ سپریم کورٹ کا دائرہ اختیارات وہی ہو گا۔ جو اس وقت پریوی کونسل کا ہے۔ اور یہ محض برطانوی ہند کے لئے ہو گی۔ اگر کوئی آئینی تنازعہ رونما ہو۔ تو اس کے فیصلہ کے لئے فیڈرل کورٹ ہو گی۔

اس وقت اگر ہندوستانی لیجسلیچر کا کوئی ایکٹ پارلیمنٹ کے ایکٹ کے منافی ہو۔ تو وہ نافذ نہیں کیا جا سکتا۔ مگر آئندہ آئین میں ہندوستانی لیجسلیچر کو قانون نافذ کرنے کا پورا اختیار حاصل ہو گا۔ خواہ وہ پارلیمنٹ کے ایکٹ کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ مگر کوئی ایسا قانون پاس نہیں کیا جا سکتا جو شاہی خاندان کے متعلق ہو۔

تحفظات کا مدعا

وزیر ہند نے تحفظات پر رائے زنی کرتے ہوئے خوب کہا تھا کہ تحفظات ترقی کی راہ میں پتھر کی دیوار نہیں۔ کہ اس ترقی کو مسدود کر دیں۔ بلکہ یہ ایک باڑ کا کام دیں گے۔ تاکہ ایک محتاط ڈرائیور اندھیری رات میں خندق میں گرنے سے بچ رہے۔

اپنی تقریر کے اختتام پر جناب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے کہا۔ کہ کانفرنس کے اختتام پر لارڈ چانسلر نے ہندوستان کے نام پیغام کے دوران میں کہا تھا۔ کہ فیڈریشن کی بنیاد اعتماد پر ہو گی۔ نہ کہ بدگمانی اور بداعتمادی پر۔ ہمارا منتہائے نظر ہے کہ مکمل فیڈریشن ہو۔ مگر اس وقت عملی طور پر جو تجویز ہو۔ اسے منظور کر لینا چاہیئے۔

آخر میں میں آپ سے یہ کہوں گا۔ کہ ہمارے سامنے ابھی بہت بھاری کام ہے۔ اس کی ذمہ داری ہم سب پر ہے۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ ہم بجائے اس کے کہ جھگڑے کرانے کو ضائع کریں۔ ہمارے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ ہم اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچائیں۔ کیونکہ اس پر ہندوستان کی خوشحالی اور آئندہ بہبودی کا دارومدار ہے۔

باجلاس جناب شیخ عبد الغنی نائب تحصیلدار صاحب اسسٹنٹ کلکٹر درجہ دوئم جھنگ

شورا داس ولد لکھا رام ذات دگھہ سکنہ گھیانہ بنام نمبر شمار نام ولدیت ذات سکونت

رنگیلا رام ولد وزیر چند " " (۱) ہرنامداس بنسی لال جاولہ ستھی ٹھاکراں تحصیل جھنگ

جوالا داس " رنگو رام " " (۲) کوڑا رام ہرنامداس " "

کستوری لال " دیوان چند " " (۳) آتمان رام ہرنامداس " حال ...سنگھ

سوہدت " حسو رام " " مدعا علیہم نمبر ۲ و ۳ سکنہ چک ۲۱۴ تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ

نابالغ بولایت شورا داس مدعی (۴) گیندا اس ہرنامداس " ستھی ٹھاکراں تحصیل جھنگ

مدعیان (۵) آسا رام " " " "

(۶) ہرے رام سوبھا رام " "

(۷) لدھا رام فتح چند دگھہ گھیانہ

(۸) رام لال گوردتہ رام " "

حال کلرک ہائی کورٹ لاہور

(۹) چمن لال گوردتہ رام دگھہ گھیانہ

تقسیم اراضی کھاتہ ۲۳ ارقبہ مالیعہ ۱۶ کنال واقع موضع دھاخو...

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

بنام:۔ آتمان رام ولد ہرنامداس ذات جاولہ سکنہ ستھی ٹھاکراں تحصیل جھنگ حال چک ۲۱۴ تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ۔

بمقدمہ صدر مسمی آتمان رام حصہ دار تعمیل سمن سے گریز کر رہا ہے۔ اور دیدہ دانستہ حاضر نہیں ہوتا۔ لہذا بذریعہ اشتہار ہذا مشتہر کیا جاتا ہے۔ کہ حصہ دار مذکور بتاریخ ۲/۳ ۳۳ حاضر عدالت ہذا نہیں ہو گا۔ تو اس کے برخلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاویگی۔ ۱/۳۳ ۳۱

دستخط حاکم — مہر عدالت

زراعتی آلات و دیگر مشینری

آہنی رہٹ۔ آہنی خراس ربیل چکی انجن کے بیلنے چاپ انگریزی ہل۔ چارہ کترنے (چاف کٹرز) بادام روغن نکالنے قیمہ بنانے۔ چونہ پیسنے چاولوں اور سیویاں کی مشینیں۔ دستی پمپ گنہ زراعتی و دیگر مشینری اعلیٰ اور بارعایت خریدنے کیلئے ہماری باتصویر فہرست مفت طلب فرمائیے۔ ایک دفعہ آزمائش شرط ہے۔ اصلی و اعلیٰ مال منگانیکا قدیمی پتہ۔ ایم اے رشید اینڈ سنز انجینیرز بٹالہ (پنجاب)

اکسیر عالم

عبد المغنی صاحب سی سب جماعت احمدیہ ننگیری ضلع جالندھر اپنے مورخہ ۱۲ ستمبر کے خط میں تحریر فرماتے ہیں۔ آپ کی دوائی کے استعمال سے بھوک بھی زیادہ ہو گئی۔ طاقت بھی زیادہ ہو گئی کمر سے درد بھی جاتی رہی جسم کے درد کو بھی بہت آرام ہے۔ میرے جسم میں خون بھی زیادہ ہو گیا۔

اکسیر عالم یہ دوا عجیب ٹانک ہے۔ خون کی کمی۔ کمزوری سے دم پھولنا۔ چکر آنا۔ دل دھڑکنا۔ بدن کا بے حس ہو جانا۔ کام سے نفرت۔ دماغ مضمحل۔ کمی بھوک۔ ضعف جگر۔ ضعف دماغ۔ ... بے خوابی۔ بدخوابی درد کمر کو دور کر کے انشاء اللہ اعضاء رئیسہ کی زندگی اور نیا خون پیدا کر دے گی۔ دانستہ و نادانستہ بے اعتدالیوں کا مجرب علاج ہے۔ جریان کے لئے مفید ہے۔ مستورات کے امراض میں بے حد زود اثر ثابت ہوئی ہے قیمت رعایتی ۱۲۔ اپنی تکالیف کے لئے بذریعہ خط و کتابت ہومیوپیتھک علاج کے لئے ذیل کے پتے پر لکھیں۔ یہ دوائیں ہر مرض کی مجرب اور زود اثر ہیں پورا حال لکھیے۔

پتہ

ایم ایچ احمدی ہیری اکبرپور۔ کانپور

نیا تبلیغی تحفہ یعنی گراموفون ریکارڈ

خود سنو۔ دنیا کو سناؤ!

ہم نے ایسے ریکارڈ تیار کرنے کا انتظام کیا ہے جن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کلام نظم یا نثر بھرا جائیگا۔ جن احمدی احباب کے پاس اپنی گراموفون مشین ہو۔ وہ اس نایاب تحفہ کو خود سنیں۔ اور دوسروں کو سنائیں۔ جن کے پاس اپنی مشین نہ ہو وہ مشین رکھنے والے اپنے دوست و احباب کو بطور نئے تبلیغی تحفہ کے پیش کر سکتے ہیں۔

یہ ریکارڈ ہر مشین پر چل سکتے ہیں۔ پچاس درخواستیں آنے پر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کوئی کلام کشتی نوح میں سے یا کوئی اور۔ نیز کوئی اردو نظم بھر دی جائیگی۔ ڈبل ریکارڈ یعنی دونوں طرف چلنے والے کی قیمت مع محصولڈاک اور پیکنگ کی تین روپیہ بذریعہ وی پی جائیگی۔ اگر کوئی صاحب خود انتخاب کر کے کوئی نثر یا نظم ریکارڈ میں بھروانا چاہیں۔ تو ڈبل ریکارڈ کی قیمت چھ روپیہ۔ جس کی چار روپیہ پیشگی ارسال کریں۔ احباب جلد مطلع کریں۔ ورنہ ممکن ہے موقع ہاتھ سے نکل جائے۔

المشتہر: انگلش کمرشیل کمپنی بمبئی نمبر ۱

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

گاندھی جی کی رہائی کے متعلق ۲ فروری اسمبلی میں ایک سوال کے جواب میں مسٹر ہیگ ہوم ممبر نے بتایا کہ نہ تو وزیر ہند نے اس بارے میں کوئی ہدایت کی تھی اور نہ حکومت ہند کی طرف سے اس کی مخالفت ہوئی۔ اس باب میں حکومت کی پالیسی میں اب تک کوئی تبدیلی واقعہ نہیں ہوئی۔

دربار الور کے ارادوں کے سلسلہ میں اخبار "پرتاپ" اس خبر کا ذمہ دار ہے کہ مالیہ میں تخفیف کے متعلق اعلان مسٹر ایبٹسن کے آنے کے بعد کیا جائیگا۔ نیز مہاراج بہادر ریاست کے نظم و نسق میں بعض اصلاحات کا اعلان کرنے والے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ الور میں اسمبلی قائم کی جائیگی۔ نیز بعض اور انگریز افسروں کا تقرر بھی عمل میں آنے والا ہے۔

اسمبلی میں ہندوستان سے سونے کی برآمد کے متعلق ۲ فروری ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے سر جارج شسٹر نے بتایا کہ ۲۳ دسمبر ۱۹۳۱ء سے ۳۱ دسمبر ۱۹۳۲ء تک ہندوستان سے ایک کروڑ ۵۴ لاکھ اونس سونا جس کی قیمت ایک ارب ساڑھے گیارہ کروڑ روپیہ ہوتی ہے باہر بھیجا گیا ہے۔

مسٹر ریمزے میکڈانلڈ وزیر اعظم برطانیہ نے عالمگیر اقتصادی کانفرنس کی صدارت منظور کر لی ہے۔ بشرطیکہ اجلاس لندن میں منعقد ہو۔

ہندو طلاق بل ۲ فروری اسمبلی میں پیش ہوا۔ حکومت اور مسلمان اس میں غیر جانبدار رہے۔ موافق و مخالف تقاریر کے بعد ۱۲ اور ۱۱ ووٹوں کے تناسب سے یہ بل منظور ہو کر مجلس منتخبہ کے سپرد کر دیا گیا۔

حکومت برما نے فیصلہ کیا ہے کہ اقتصادی بدحالی کے پیش نظر شمالی و جنوبی برما کے تمام اضلاع میں فیصدی سے پچاس فیصدی تک عارضی طور پر مالیہ میں تخفیف کر دی جائے۔

ڈھاکہ یونیورسٹی کی مجلس منتظمہ نے ایک تحقیقاتی کمیٹی مقرر کی تھی۔ اس کی سفارش پر عمل کرتے ہوئے مجلس منتظمہ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ایسے اساتذہ سے جن کی تنخواہ سو روپیہ سے کر دو سو روپیہ تک ہے درخواست کی جائے کہ وہ از خود پانچ فیصدی تنخواہ سے دست بردار ہو جائیں۔ نیز دو سو سے زیادہ تنخواہ پانے والے دس فیصدی تنخواہ چھوڑ دیں۔ جب تک سرکاری ملازموں کی تنخواہوں میں تخفیف رہے گی۔ اس وقت تک یونیورسٹی کے اساتذہ کی تنخواہوں میں بھی یہ تخفیف جاری رہے گی۔

چین اور جاپان کے تنازعہ کے متعلق برطانوی رویہ کی نسبت یہ اطلاعات اشاعت پذیر ہوئی تھیں۔ کہ برطانیہ چین کے مقابلہ میں جاپان کی حمایت کر رہا ہے۔ ۳ فروری نظارت خارجہ لندن کی طرف سے اس کی باضابطہ تردید کر دی گئی ہے۔ سر جان سائمن نے اس امر کو واضح کیا۔ کہ اگر چین و جاپان میں مصالحت کرانے کی کوشش ناکام رہی۔ تو ملک معظم کی حکومت لٹن رپورٹ کی منظوری کی تائید کریگی۔

رسالہ پیشوا دہلی کے متعلق فوجی حکام نے یہ حکم جاری کیا ہے کہ کوئی فوجی سپاہی نہ تو اسے پڑھ سکتا ہے۔ اور نہ اسے خرید سکتا ہے۔

یوروپین ایسوسی ایشن کلکتہ کے ایک ڈنر میں ۴ فروری گورنر بنگال نے ان شبہات کا ازالہ کرتے ہوئے جو بنگال کو آئینی ذمہ داری سپرد کئے جانے کے متعلق ایسوسی ایشن نے ظاہر کئے تھے۔ کہا کہ ابھی آخری فیصلہ کا وقت نہیں آیا۔ تاہم اس صورت میں کہ ہندوستان کے دیگر صوبجات کو حکومت خود اختیاری ملے بنگال کو علیحدہ رکھنا اس صوبہ کی حرمان نصیبی کی دلیل ہوگی۔

برما کونسل کے افتتاح کے موقع پر ۹ فروری کو ہز ایکسیلنسی گورنر برما جو تقریر کرنے والے ہیں۔ توقع کی جاتی ہے کہ اس میں برما کے آئندہ کانسٹی ٹیوشن کے متعلق اعلان کرینگے۔

نواب صاحب چھتاری ہوم ممبر گورنمنٹ یو۔پی کی میعاد مئی ۱۹۳۳ء میں ختم ہونے والی ہے۔ ڈاکٹر شفاعت احمد خاں اور نواب سر محمد یوسف کا نام اس اسامی کے لئے بطور امیدوار لیا جا رہا ہے۔

مدراس کے ایک سابق وزیر کو اس الزام میں گرفتار کیا گیا ہے کہ اس نے دس ہزار روپیہ کے ہیروں کے سلسلہ میں ایک جوہری کو دھوکا دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے ہیرے دیکھنے کی خاطر لئے مگر واپس نہ کئے۔

آئرش فری سٹیٹ کے تجارتی اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۹۳۲ء میں تمام ممالک سے جو درآمد ہوئی اس کی کل میزان چار کروڑ ۲۵ لاکھ ۲۷ ہزار پونڈ ہے مگر اس سے پچھلے سال مجموعی درآمد کی قیمت ایک کروڑ پچاس لاکھ ۵۴ ہزار سات سو لگائی گئی تھی۔

مقدمہ سازش دہلی ۳ فروری کو حکومت نے واپس لے لیا۔ یہ مقدمہ ۲۱ ماہ سے جاری تھا۔ اور اب تک نصف گواہان استغاثہ کی شہادت بھی ختم نہ ہوئی تھی۔ اس رفتار کو مدنظر رکھتے ہوئے خیال تھا۔ کہ مقدمہ پر پانچ برس لگینگے اس وقت تک اس پر ساڑھے تین لاکھ روپیہ صرف ہو چکا ہے اور حکومت چونکہ اس قدر اخراجات برداشت نہ کرنا چاہتی تھی۔ اس لئے مقدمہ واپس لے لیا گیا۔ اس مقدمہ میں ۱۴ ملزم تھے۔ جن میں سے آٹھ پر عام عدالتوں میں مقدمات چلائے جائیں گے۔ اور باقی چھ کو ۱۸۱۸ء کے ریگولیشن ۳ کے ماتحت نظر بند کر دیا جائیگا۔ کیونکہ حکومت کے خیال میں ان کی آزادی امن عامہ کے لئے مضر ہے۔ مقدمہ کی واپسی کے ساتھ ہی ضابطہ فوجداری ترمیم پنجاب کا نفاذ دہلی میں منسوخ کر دیا گیا۔

یوم آزادی کی تقریب کے سلسلہ میں ۲۶ جنوری کو پولیس نے امن قائم کرنے کے لئے کلکتہ کے قریب موضع بادام گنج میں گولی چلائی تھی۔ حکومت بنگال نے ۴ فروری کو اعلان کیا ہے کہ وہ اس میں حق بجانب تھی۔ ۱۴ گولیاں چلائی گئیں۔ اور چار اشخاص زخمی ہوئے۔

اچھوتوں کے لیڈر مسٹر راجہ نے دفعہ ۱۴۴ میں ترمیم کرانے کے لئے اسمبلی میں ایک بل پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے۔ وجوہات انہوں نے یہ بیان کی ہیں کہ جہاں کہیں اچھوت اپنے حقوق کیلئے جدوجہد کرتے ہیں ان کے مخالف فساد پر آمادہ ہو جاتے ہیں اور حکام کو قیام امن کی خاطر دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ کرنا پڑتا ہے۔ اس سے چونکہ اچھوت ادھار کے کام میں روک پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے اس دفعہ میں ایسی ترمیم کر دینی چاہئے کہ حکام اس دفعہ کو اچھوتوں کے خلاف استعمال نہ کر سکیں۔

مسز کستورا بائی گاندھی جی کی اہلیہ کو ۴ فروری (تعلقہ بورسد گجرات) کے ایک گاؤں میں ایک سو عورتوں کے ہمراہ جلوس بنا کر کانگرسی نعرے لگاتے ہوئے پولیس نے گرفتار کر لیا۔

نئی دہلی سے ۳ فروری کو سرکاری اعلان شائع ہوا ہے کہ تنخواہوں میں عارضی تخفیف کے سلسلہ میں ستمبر ۱۹۳۱ء میں گورنمنٹ نے اعلان کیا تھا کہ اقتصادی حالات کی مزید جانچ پڑتال کے بغیر ۳۱ مارچ ۱۹۳۳ء کے بعد یہ تخفیف جاری نہیں رہیگی۔ اگرچہ تخفیف نے بجٹ کے توازن کو بحال کر دیا ہے تاہم نہیں کہا جا سکتا۔ کہ ہنگامی صورت حالات کا خاتمہ ہو گیا ہے ان حالات میں یہ تجویز کی گئی ہے کہ سنٹرل گورنمنٹ کے ماتحت تمام ملازموں کی تنخواہوں میں جن میں ریلوے محکمہ جات تار اور ڈاک کے ملازم بھی شامل ہیں۔ ۳۱ مارچ ۱۹۳۳ء کے بعد موجودہ تخفیف کی شرح نصف کر دی جائے۔ سرکاری افسروں کو ایمرجنسی فنانس ایکٹ کے رو سے انکم ٹیکس کے متعلق جو مراعات حاصل ہیں وہ جاری نہیں رہیں گی۔

غلام محمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپوا کر اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی